﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَشاء﴾☆(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۰؍جون ۱۹۹۷ء شمارہ ۲۵

۱۴؍صفر ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۰؍احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ایمان کبھی قصوں کہانیوں سے ترقی نہیں پکڑتے

جب تک تازہ نور انسان کو آسمان پر سے نہ ملے اور خدا تعالیٰ کا مشاہدہ نہ ہو جاوے تب تک پورا ایمان نہیں ہوتا

"اصل میں ایمان کے کمال تام کا ذریعہ الہامات صحیحہ اور پیشگوئی ہوتے ہیں۔ ایمان کبھی قصوں کہانیوں سے ترقی نہیں پکڑتے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ انسان جس مذہب میں پیدا ہوتا ہے، جس راہ و رسم کا پابند اپنے آباؤ اجداد کو پاتا ہے اکثر اسی کا پابند ہوا کرتا ہے۔ اگر ایک بت پرست کے گھر میں پیدا ہوا ہو تو بت پرستی ہی اس کا شیوہ ہوگا۔ اور اگر ایک عیسائی کے ہاں اس نے تربیت پائی ہے تو وہی خو بو اس میں پائی جاوے گی۔ مگر اس کے مسائل اور اس کے بنیادی عقائد کا بہت سا حصہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کی عقل و فہم میں کچھ بھی نہیں آیا ہوتا۔ صرف لکیر کا فقیر ہوتا ہے بچپن اور اوائل عمر میں تو کیا کوئی ان مذاہب کی حقیقت سے آگاہ ہوگا۔ عیسویت کے حامی تو اگر ان سے کوئی پوری تعلیم کا پورا جوان عاقل بالغ بھی ان کی تثلیث کے راز کو پوچھے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ راز ہے جو ایشیائی دماغ کی بناوٹ کے لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے اور یہی حال بت پرست کا ہے۔

ہاں البتہ اسلام ایک دنیا میں ایسا مذہب ہے کہ جس کے عقائد ایسے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ سکتا ہے اور وہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اسلام کے مسائل ایسے ہیں کہ کسی خاص دماغ یا عقل کے واسطے خاص نہیں بلکہ وہ تمام دنیا کے واسطے یکساں ہیں اور ہر ایک کی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ مگر وہ زندہ ایمان کہ جس سے انسان خدا تعالیٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور وہ نور جس سے انسان کی آنکھ کھل کر اس کو ایقان تام حاصل ہو جاوے وہ صرف الہام ہی پر منحصر ہے۔ الہام سے انسان کو ایک نور ملتا ہے جس سے وہ ہر تاریکی سے مبرا ہو جاتا ہے اور ایک قسم کا اطمینان اور تسلی اسے ملتی ہے۔ اس کا نفس اس دن سے خدا تعالیٰ میں آرام پانے لگتا ہے اور ہر گناہ فسق و فجور سے اس کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس کا دل امید اور بیم سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حقیقی معرفت کی وجہ سے وہ ہر وقت ترساں و لرزاں رہتا ہے۔ اور زندگی کو ناپائیدار جانتا اور سفلی لذات کی ہوس اور خواہش کو ترک کر کے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں لگ جاتا ہے اور در حقیقت وہ اسی وقت گناہ کی آلودگی سے علیحدہ ہوتا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

آج اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرنا ہے

تبلیغ کے سلسلہ میں خصوصیت سے مغربی ممالک کے احمدیوں اور امراء جماعت کو خصوصی تاکیدی ہدایات۔ اپنے کاموں کو اس طرح منظّم کریں کہ ہر امیر کو علم ہو کہ آج میرا دن کل سے بہتر ہے

لندن (۶؍جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۶۸ کے حوالے سے تبلیغ کی فرضیت اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے خصوصیت سے مغربی ممالک میں آباد احمدیوں کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ خیال درست نہیں کہ تبلیغ ایک زائد کام ہے۔ اگر یہ زائد بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو یہ نہ فرماتا کہ تبلیغ نہیں کرے گا تو تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آج اصل جہاد یہ ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ طوعی چیز ہے مرضی ہے تو کرو، مرضی ہے تو نہ کرو۔ حضور نے فرمایا کہ آج جب ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے کے دن آئے ہیں تو کیا پیچھے ہٹ جاؤ گے اور حضرت محمدؐ رسول اللہ کو اکیلے چھوڑ دو گے کہ پتہ نہیں ہم اس میں مخاطب ہیں یا نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی بجائے اس آیت میں مسلمانوں کو عمومی مخاطب کیا جاتا تو بعض لوگ سمجھتے کہ تبلیغ صرف فرض کفایہ ہے۔ آنحضرت کو واحد کے صیغہ میں مخاطب ہو کر حکم دینے کی ایک تو یہ حکمت ہے کہ تو میری نظر

بقیہ خلاصہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۳۰؍مئی ۱۹۹۷ء:

آج حضور انور کی بچوں کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ آغاز تلاوت آیت استخلاف اور اس کے ترجمے سے ہوا۔ نظم کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پر ایک مضمون انگریزی میں پڑھا گیا۔ مضمون کے دوران ایک ایسی بات کہی گئی جو غلط اثر پیدا کر سکتی تھی۔ حضور انور نے فوراً اس غلطی کی وضاحت کرتے ہوئے اس کا ازالہ فرمایا اور بچوں کو نصیحت فرمائی کہ ایسی باتیں جن کے متعلق شواہد موجود نہ ہوں بے شک نہ لکھا کریں۔ حضور انور نے بچوں کو بتایا کہ جمع قرآن کریم کا کارنامہ حضرت عثمانؓ کا تمام دنیا پر ایک لافانی احسان ہے۔ حضور انور نے اس بات پر بھی زور دیا کہ بچے جو نظمیں یاد کریں اور سنائیں انہیں طوطے کی طرح نہ رٹیں بلکہ مطلب سمجھ کر ادا کیا کریں۔

اتوار: یکم جون ۱۹۹۷ء:

آج حسب پروگرام انگریزی جاننے اور بولنے والوں کے ساتھ ملاقات کا دن تھا جن میں Oriental & African Studies کے مسٹر ڈیوڈ، ان کے ساتھ مسز ڈیوڈ اور ایک اور انگریز خاتون مارگریٹ تھیں۔ حضور انور سے ان کی گفتگو کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے:

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام بہت عظیم مسلمان سائنس دان تھے۔ میں ان سے دو دفعہ ملا ہوں۔ آپ اسلام میں مذہب اور سائنس کے تعلق میں کچھ بتائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس سلسلے میں میری ایک کتاب حال ہی میں شائع ہو کر آنے والی ہے جس میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اس لئے کچھ انتظار کریں۔

☆ آپ نے اس ملک میں بچوں کو اسلام سکھانے کا کیا انتظام کیا ہے؟ حضور انور نے بہت لطیف پیرائے میں بچے کی پیدائش بلکہ اس کے اجداد کی طرف سے بھی اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ہر قسم کی دعاؤں اور عرصہ پیدائش یعنی حمل کے دوران دعاؤں کا سلسلہ اور پھر پیدا ہوتے ہی اذان اور ان تمام باتوں کا بچے کی نفسیات پر اثرات کا سائنسی تحقیقات کی روشنی میں بھی ذکر فرمایا۔

☆ سوال کیا گیا کہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے مردے زندہ کئے۔ کیا کسی نے ایسا کرتے دیکھا ہے؟

حضور انور نے توحید پرست عیسائیوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مردہ سے زندہ ہونے کا عقیدہ تو صلیبی واقعہ کے بعد سینٹ پال نے ایجاد کیا تھا۔

☆ اسلام میں حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے نبیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ دوسرے مذاہب کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

جواباً حضور نے حضرت کرشنؑ، حضرت بدھؑ وغیرہ کے اعتقادات پر کچھ روشنی ڈالی اور بتایا کہ بنیادی طور پر یہ لوگ بھی خدا کو مانتے تھے اور نیکی کی تلقین کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی بھیڑیں اور حضرت کرشن کی گائیں اور گوپیاں پیغام میں مشابہت رکھتی ہیں۔

☆ آپ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم تمام کا تمام وحی کیا گیا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا پیغام کبھی نہیں بدل سکتا؟

حضور نے فرمایا اگر پیغام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ پیغام انسان کی فطرت کے مطابق ہے تو جس طرح فطرت کبھی نہیں بدلتی پیغام بھی نہیں بدل سکتا۔ یہی قرآن کا دعویٰ ہے۔

☆ قرآن مجید ایک پرانی کتاب ہے اور اس کی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں۔ اس بارے میں آپ کا موقف کیا ہے؟ اس کے جواب میں حضور انور نے مثالوں کے ساتھ مختلف تعبیرات بیان فرمائیں اور ارتداد، Blasphemy اور ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ کی پر حکمت تعبیرات بیان کیں۔

☆ مختلف تعبیرات اور توجیہات کے بارے میں جو آپ نے بتایا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب Plurality برداشت نہیں کرتا۔

حضور نے فرمایا کہ غیر رواداری یا قلت رواداری، Intolerance انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ اخلاق بدلنے اور رواداری سکھانے کے لئے ہی مذہب آتا ہے۔ خدا نے انسان کو اختیار دیا ہے۔ مذہب ہدایت اور گمراہی کو ظاہر کر دیتا ہے لیکن جبر سے انہیں ہدایت نہیں دیتا۔ اس لئے تہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ مذہب کے تجربات نے انسانی نسلوں کو بہت کچھ سکھا دیا ہے۔

☆ Third Christian Millennium کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کی وحدانیت کو عملی طور پر عمل میں لانے میں ہی انسان کی نجات

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

کونوا مع الصادقین

سیدنا حضرت الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

"اللہ کو خیر الرازقین تصور کرو اور مت خیال کرو کہ صادق کی صحبت میں رہنے سے کوئی نقصان ہوگا کبھی ایسی جرأت کرنے کی کوشش نہ کرو کہ اپنی ذاتی اغراض کو مقدم کر لو۔ خدا کے لئے جو کچھ انسان چھوڑتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر پالیتا ہے۔ تم جانتے ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا چھوڑا تھا اور پھر کیا پایا۔ صحابہؓ نے کیا چھوڑا ہوگا۔ اس کے بدلہ میں کتنے گنے زیادہ خدا نے ان کو دیا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے جو نہیں ہے ؟ ﴿لله خزائن السمٰوٰت والارض﴾ ! تجارتوں میں خسارہ کا ہو جانا یقینی اور کاروبار میں تباہیوں کا واقع ہو جانا قرین قیاس ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے لئے کسی چیز کو چھوڑ کر کبھی بھی انسان خسارہ نہیں اٹھا سکتا۔

غرض اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے وہ ساری تجارتوں سے بہتر ہے۔ وہ خیر الرازقین ہے۔ میں نے بہت سے ایسے بے باک دیکھے ہیں جو کہا کرتے تھے ۔

اے خیانت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم ☆ اے دیانت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم

ایسے شوخ دیدہ خود ملعون ہیں جو دیانت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پس خدا کے لئے ان ذریعوں اور راستوں کو چھوڑو جو بظاہر کیسے ہی آرام دہ نظر آتے ہیں لیکن ان کے اندر خدا کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے۔ میں نے بسا اوقات نصیحت کی ہے ﴿کونوا مع الصادقین﴾ پر عمل کرنے کے واسطے ضروری ہے یہاں آکر رہو۔ بعض نے جواب دیا ہے کہ تجارت یا ملازمت کے کاموں سے فرصت نہیں ہوتی۔ لیکن میں ان کو آج سناتا ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام تجارتوں کو چھوڑ کر ذکر اللہ کی طرف آجاؤ وہ اس بات کا کیا جواب دے سکتے ہیں ؟ کیا ہم کنبہ قبیلہ والے نہیں ؟ کیا ہماری ضروریات اور ہمارے اخراجات نہیں ہیں ؟ کیا ہم کو دنیوی عزت یا وجاہت بری لگتی ہے ؟ پھر وہ کیا چیز ہے جو ہم کو کھینچ کر یہاں لے آئی ؟ میں شیخی کے لئے نہیں کہتا بلکہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ میں اگر شہر میں رہوں تو بہت روپیہ کما سکوں لیکن میں کیوں ان ساری آمدنیوں پر قادیان کے رہنے کو ترجیح دیتا ہوں ؟ اس کا مختصر جواب میں یہی دونگا کہ میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے۔ جس کو چور اور قزاق نہیں لے جا سکتا ! مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا ! پھر ایسی بے بہا دولت کو چھوڑ کر میں چندروزہ دنیا کیلئے مارا مارا پھروں ؟ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں ! پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ پس میری دولت، میرا مال، میری ضرورتیں اسی امام کے اتباع تک ہیں۔ اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں۔

میرے دل میں بارہا یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ صحابہؓ کو جو مہاجر تھے کیوں خلافت ملی۔ اور مدینہ والے صحابہؓ کو جو انصار تھے اس سے حصہ نہ ملا۔ بظاہر یہ عجیب بات ہے کہ انصار کی جماعت نے ایسے وقت میں آنحضرت ﷺ کی مدد کی جب آپ مکہ سے تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچے۔ مگر اس میں بھید یہی ہے کہ انصار نے آنحضرت ﷺ کے لئے چھوڑا نہیں۔ اس کی نصرت کے لئے خدا نے ان کو بہت کچھ دیا۔ مگر مہاجر جنہوں نے اللہ کے لئے ہاں محض اللہ ہی کیلئے گھر بار بیوی بچے اور رشتہ داروں تک چھوڑ دیئے تھے اور اپنے منافع اور تجارتوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ وہ خلافت کی مسند پر بیٹھے۔ میں سقیفہ کی بحث پڑھتا تھا اور منکم امیر و منا امیر پر میں نے غور کی ہے۔ مجھے خدا نے اس مسئلہ خلافت میں یہی سمجھایا ہے کہ مہاجرین نے چونکہ اپنے گھر بار تعلقات چھوڑے تھے ان کو ہی مسند پر اول جگہ ملنی ضروری تھی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا پس ایسے عذر بے فائدہ اور بیہودہ ہیں۔ اس وقت دنیا خطرناک ابتلاء میں پھنسی ہوئی ہے۔ پہلی بلاء جہالت کی ہے۔ تدبر سے کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے اور نہیں سوچتے۔ جب تدبر ہی نہ ہو، تلاوت ہی نہ ہو تو اس پر عمل کی تحریک کیسے پیدا ہو۔ کتاب اللہ کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کی جگہ بہت بڑا وقت قصوں اور کہانیوں اور لغویات میں بسر کیا جاتا ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ فسق و فجور بڑھ گیا ہوا ہے، بد معاملگی ہے، جہالت ہے، گندگی اور ناپاکی کو مقدم کر لیا گیا ہے۔ پھر اس کے ساتھ کبر ہے۔ وہ کبر کہ یہ برداشت نہیں رہی کہ کوئی نصیحت کرے تو صبر کے ساتھ اس نصیحت کو سن لیں۔ اور اس کے ساتھ اور مصیبت یہ ہے کہ اپنے دکھ سے ناآشنا ہیں۔ مرض کے حالات سے ناواقف ہیں۔ اسے محسوس نہیں کرتے۔ طبیب کی تشخیص پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور اسے ہی مجنون ٹھہراتے ہیں۔

غرض یاد رکھو کہ اب زمانہ بہت نازک آگیا ہے ایک راست باز دنیا میں آیا ہے۔ جس کے لئے آسمان نے گواہی دی۔ اس وقت کہ جب خدا ایک بچھڑا سمجھا گیا تھا خداوند نے اپنے کلام سے بتایا کہ وہ زندہ اور متکلم خدا ہے اور اس نے اپنے برگزیدہ بندہ کو بھیج کر حجت پوری کی مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس کی مخالفت کی جاتی اور اس کے خلاف منصوبہ بازیاں ہوتی ہیں۔ مگر اسکی کچھ پرواہ نہیں۔ یہ لوگ آخر خائب و خاسر ہونے والے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ مخالف منصوبے بناتا ہے، کوشش کرتا ہے، سفر کر کے، خرچ کر کے فتویٰ تیار کرتا ہے کہ یہ کافر ہے اور زور لگا کر کہتا ہے کہ میں ان کو گراؤں گا مگر اس کے سارے اخراجات، ساری محنتیں اور کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ خود گرتا ہے اور جس کو گرانے کا ارادہ کرتا تھا وہ بلند کیا جاتا ہے۔ جس قدر کوشش اس کے معدوم کرنے کی کی جاتی ہے اسی قدر وہ اور بھی ترقی پاتا اور بڑھتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کے ارادے ہیں۔ ان کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس کے مخالف ﴿ثم تکون علیهم حسرة﴾ (الانفال : ۳۷) کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ پس یاد رکھو اس وقت ضرورت ہے ایسے امام کی جو حق کا سنانے والا، سمجھانے والا اور پھر تزکیہ کرنے والا ہو۔ بڑے ہی بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس نور سے حصہ نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تم کو توفیق دے کہ ہم جنہوں نے اس نور سے حصہ لینے کی سعی کی اور اس چشمہ کے پاس پہنچے ہیں، پوری روشنی حاصل کر سکیں۔ اور سیراب ہوں اور یہ ساری باتیں حاصل ہوتی ہیں جب بصیرت معرفت اور عقل عطا ہو۔ اور یہ خدا ہی کے فضل سے ملتی ہے۔ پس جب کسی کو صادق کا پتہ لگ جائے تو ساری تجارتوں اور بیع و شراء کو چھوڑ کر اس کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ اور ﴿کونوا مع الصادقین﴾ (التوبہ : ۱۱۹) پر عمل کرنا ضروری سمجھا جاوے۔ (الحکم ۳۱/ جنوری ۱۹۰۳ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲)

بقیہ ارشادات عالیہ از صفحہ اول

جب تک تازہ نور انسان کو آسمان پر سے نہ ملے اور خدا تعالیٰ کا مشاہدہ نہ ہو جاوے تب تک پورا ایمان نہیں ہوتا۔ جب تک ایمان کمال درجہ تک نہ پہنچا ہو تب تک گناہ کی قید سے رہائی ناممکن ہے۔ بجز الہام کے ایمان کی تصویر لوگوں کے پاس ہوتی ہے۔ اس کی ماہیت سے لوگ بے بہرہ اور خالی محض ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یورپ تو آج کل بہت سی ٹھوکریں کھا کر ان امور کو تسلیم کرتا جاتا ہے مگر ہمارے مولوی انکار و کفر میں غرق ہیں۔ اگر الہام ہونے کا نام بھی لیا جاوے تو کفر کا فتویٰ تیار ہے، وحی کے نزول کا دعویٰ کرنے والا تو کافر اور ضال اور دجال ہے۔ افسوس آتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کے کلام سے کیسے دور جا پڑے ہیں اور ان سے فہم قرآن چھین لیا گیا ہے" (ملفوظات جلد سوم (طبع جدید) صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷)

بقیہ : خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

میں بہت پیارا ہے۔ اگر تو بھی تبلیغ نہیں کرے گا تو رسالت کا حق ادا نہیں کرے گا حضور نے بڑے زور اور پردرد الفاظ میں فرمایا کہ اے محمدؐ رسول اللہ کے غلامو! تم اپنے متعلق سوچ لو کہ تمہاری کیا حیثیت ہوگی اگر تم نے محمدؐ رسول اللہ کا پیغام آگے نہ پہنچایا۔ دوسرے واحد کے صیغہ میں حضرت محمدؐ رسول اللہ کو مخاطب کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ آپؐ کی ذات کے تعلق سے جو بھی آپ کی غلامی کا دم بھرتا ہے وہ ہر ایک مخاطب ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک بھی اس سے باہر نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ کسی نہ کسی طرح تبلیغ میں ضرور حصہ ڈالے اور اس میں حصہ ڈالنے کی بہت سی صورتیں جماعت پوری کر سکتی ہے۔ حضور نے خصوصیت سے امراء ممالک اور ان کی مجالس عاملہ کہ اس بات کا پابند ٹھہرایا کہ وہ اس پہلو پر ہمیشہ نظر رکھیں اور بحیثیت مجموعی اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ حضور نے مختلف پہلوؤں سے صورت حال کا جائزہ لے کر ضروری کوائف حاصل کرنے کے بعد مختلف وقتوں میں دی گئی ہدایات کو آگے جاری کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا رفتہ رفتہ اور لازمی اور قطعی قدموں کے ساتھ قدم آگے بڑھانا ہے۔ یہ جائزہ لیں کہ تبلیغ کون کون کر رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے۔ پھر جب کیسے کی بات شروع ہوگی تو پتہ لگے گا کہ کتنا بڑا سقم ہے۔ ان کے لئے مختلف طریقے اور ذرائع اختیار کرنے ہونگے۔ دوسرا جائزہ یہ لیں کہ آپ میں مؤثر کام کرنے والے کون ہیں۔ ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ حضور نے فرمایا کہ درختوں کو پھلدار بنانا ہمارا کام ہے۔ اس لئے پہلے پھلدار درختوں سے پوچھیں تو سہی کہ آپ کرتے کیا ہیں کہ آپ کو پھل لگتے ہیں۔ سب سے پہلے مجلس عاملہ کے ممبران سے معلوم کریں اور پھر انہیں مختلف علاقوں کا نگران بنا کر ان کے ذریعہ تربیت دی جائے۔

حضور نے اس سلسلہ میں آڈیو، ویڈیو اور لٹریچر سے استفادہ کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ ساری جماعت کو بتائیں کہ ہمارے پاس کس کس موضوع پر کیا کیا چیز مہیا ہے اور کن کن زبانوں میں اور کہاں کہاں سے دستیاب ہے۔ ان مختلف پہلوؤں سے جب آپ جائزہ لیں گے تو تبلیغ کرنے والوں کی تقسیم ہو جائے گی۔ انہیں مختلف زبانوں والے افراد پر تقسیم کریں۔ پھر تبلیغ کرنا بھی سکھانا ہے۔ حضور نے ناروے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح انہوں نے ایک ہدایت پر عمل کر کے ملک کی مختلف لائبریریوں تک اسلام کا لٹریچر بڑی کثرت سے منظم طور پر پہنچایا۔ حضور نے فرمایا کہ تبلیغ کے رستے بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کریں گے ہم انہیں اپنے رستوں کی طرف رہنمائی کریں گے۔ آپ کوشش تو کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ایک امیر کا دماغ زندہ رہنا چاہئے۔ حضور نے "استوی علی العرش" کے مضمون کے حوالہ سے سمجھایا کہ تبلیغ کے نظام کو اس طرح چلائیں جیسے خدا نے کائنات کا نظام بنایا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے اسے چلا دیا اور آگے بڑھا دیا تو پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ ضرور پھل لائے گا۔ اور جو داعی الی اللہ نتیجہ پیدا نہیں کر رہا اسے سنبھالنا آپ کا کام ہے۔ بعض دفعہ ایسے لوگوں کو کسی اور کام میں استعمال کریں تو مفید ثابت ہو جاتے ہیں۔ نظام کائنات جو خدا کا نظام ہے اسے سمجھ کر ان باتوں کو آگے بڑھائیں۔

حضور نے فرمایا کہ "ثم استویٰ علی العرش" کا یہ معنی بھی تو ہے کہ پھر جو کام سیکھ جاتا ہے وہ پھر از خود اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس طرح کاموں کو منظم کریں کہ ہر امیر کو علم ہو کہ آج میرا دن کل سے بہتر ہے۔ دعائیں نہ بھولیں کہ ہر کام دعا کے ساتھ آسان ہو جایا کرتا ہے اور دعا کے بغیر ہر اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر بھی ناکام ہو جایا کرتی ہے۔

حضور نے آخر پر حضرت سیدہ مہر آپا مرحومہ کا ذکر خیر بھی فرمایا اور فرمایا کہ ان کے لئے تعزیت کے خطوط بڑی کثرت سے آرہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں خود وہ سب خطوط دیکھتا ہوں اور ہر ایک کے لئے دل میں جذبات تشکر پیدا ہوتے ہیں لیکن یہاں ڈاک کے کام کے دباؤ کی وجہ سے اب اس سلسلہ میں خط کی توقع نہ رکھیں۔ اور یہی اعلان ہی میری طرف سے خطوط کا نمائندہ سمجھا جائے۔ اس لئے اظہار تعزیت تو بیشک کریں مگر اس کا جواب یہ ہے جو میں دے رہا ہوں کہ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ حضور نے حضرت مہر آپا کی بلندی درجات کے لئے دعا کی تحریک بھی فرمائی اور یہ کہ ان کے جو نیکی کے کام ابھی ہونے والے ہیں انہیں احسن رنگ میں انجام دینے کی مجھے اور جو بھی اس میں ملوث ہیں انہیں توفیق عطا فرمائے۔

ہماری اے خدا کر دے وہ تقدیر
کہ جس کو دیکھ کر حیراں ہو تدبیر
وہ ہم میں قوت قدسی ہو پیدا
جسے چھو دیں وہی ہو جائے اکسیر
زباں مرہم بنے پیاروں کے حق میں
مگر اعدا کو کاٹے مثل شمشیر
وہ جذبہ ہم میں پیدا ہو الٰہی
جو دشمن ہیں کریں ان کو بھی تسخیر

طالبان کی فتح اسلام کا معجزہ ہے

طالبان امریکہ کے پٹھو ہیں

دیو بندی اور مودودی مولویوں کے دلچسپ اور مضحکہ خیز بیانات

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت کے قلم سے

طالبان کون ہیں؟ کیا ان کی خانہ جنگی اور عسکری یلغار جہاد کہلانے کی مستحق ہے؟ ان کی پشت پناہی میں کون سے بیرونی عناصر کارفرما ہیں؟ یہ اور اس نوع کے بیشمار سوالات دنیائے اسلام کے دانشوروں اور مذہبی اور سیاسی زعماء کے لئے موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس افغانستان کے معصوم عوام سے خون کی ہولی کھیلنے والوں اور اقتدار کی جنگ میں "الجہاد، الجہاد" کا نعرہ لگانے والوں کے متضاد دعاوی اور مضحکہ خیز بیانات نے اصل حقیقت کو دبیز پردوں میں چھپا ڈالا ہے۔ چنانچہ ایک دیو بندی عالم مولوی عبدالرشید انصاری "امیر تحریک انصار اسلام" نے طالبان کو خراج تحسین ادا کرتے اور ان کے مخالفین کو طاغوتی طاقتوں کا وظیفہ خور ایجنٹ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

"شب و روز کا تسلسل ازل سے جاری ہے لیکن ۱۳ر جمادی الاول ۱۴۱۷ھ، ۲۷ر ستمبر ۱۹۹۶ء کی صبح کا آفتاب عالمتاب طالبان اسلام کے لئے فتح و کامرانی کی نوید لے کر طلوع ہوا۔ کابل کے در و دیوار نے ان مجاہدوں اور غازیوں کے لئے دیدہ دل فراش راہ کر دئے جو امریکہ یا روس، چین یا جاپان کے حادثاتی اور استحصالی نظاموں کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی سرزمین پر اللہ کے امر اور اس کے حبیب حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ یعنی اسلام کے آفاقی نظام عدل و مساوات کو قائم کرنے کا عزم لے کر اٹھے ہیں"۔

"طالبان اللہ اکبر کے پھریرے لہراتے ہوئے اسلامی شریعت کی بالادستی کے قیام اور اعلائے کلمۃ الحق کا عزم بلند لے کر قندھار اور ہرات سے نمودار ہوئے۔ ان کا سیل رواں کہیں رکنے کا نام لئے بغیر جلال آباد، کابل، جبل السراج اور وادی پنج شیر کے دھانوں کو فتح کرتا چلا گیا۔ اخلاص اور جذبہ صادق ان کا ہتھیار تھا۔ رب العالمین کی ذات پر بھروسہ ان کی اصل طاقت تھی اس لئے اعداء کی خود سری کہیں ان کے مقابل زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکی۔ ان کی ہیبت سے دریاؤں کے دل دہل گئے، پہاڑوں کی بلندیوں کو انہوں نے پاؤں تلے روند ڈالا۔ اسلامی مدارس کے وہ طلباء اور اساتذہ جن کے پاس مدرسے کی چٹائی اور مسجد کے منبر و محراب کے سوا کچھ نہ تھا لیکن ان کے ساتھ ان کا رب تھا جو خود ہر چیز کا خالق اور مالک ہے۔ چنانچہ ان کے بہت سے رفقاء تاج شہادت سے بھی سرفراز ہوئے۔ وہ غازی بنے اور فاتح کہلائے۔ افغانستان کی عنبرین خاک زبان حال سے دنیا کو بتا رہی ہے کہ ؎

اس دور میں بھی مرد خدا کو ہے میسر
وہ معجزہ جو پربت کو بنا سکتا ہے رائی

تمام عالم کے لئے طالبان کی فتح اسلام کا معجزہ ہے۔ پندرہ سو سال بعد ایک بار پھر خالق کائنات نے طالبان کے ابابیلوں سے ہاتھیوں کی افواج کو تہس نہس اور خائب و خاسر کر دکھایا۔ ہر طرح کی حمد و ثنا اسی رب ذوالجلال والاکرام کے لئے ہے۔ جس نے موسموں کو تبدیلیوں اور انقلاب کا خوگر اور اپنے مخلص و عاجز بندوں کو جاں نثاری و جاں سپاری کے جذبے ودیعت کر کے وقت کے فرعونوں، نمرودوں اور ابوجہلوں کے خلاف انقلاب برپا کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ آج افغانستان اپنے شہیدوں، غازیوں اور مجاہدوں کی بے لوث قربانیوں کے طفیل آزاد ہے۔ قائد و رہبر طالبان ملا محمد عمر حفظہ اللہ نے افغانستان میں اسلامی شریعت کے احکام نافذ کر دئے ہیں اور اپنے وطن کا اسلامی تشخص پھر سے بحال کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ کابل اب کسی ظاہر شاہ کا دارالسلطنت ہے نہ ببرک و نجیب کے ظالمانہ تسلط کا دارالحکومت۔ اب یہ دارالخلافت بنے گا۔ کابل اب ان اولوالعزم خدا پرستوں کا مرکز خدمت و جہاد ہے جو عقیدہ توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور سنت نبوی کی اتباع کا جذبہ لئے فتح سے ہمکنار ہوئے ہیں۔ طاغوتی قوتیں افغانیوں کی غیرت ایمانی کو مٹانے کے لئے اپنے تربیت یافتہ وظیفہ خور ایجنٹوں کے ذریعہ ان کے رہبر غریب ملاں کو ان کوہ و دامن سے بے دخل کر دینا چاہتے تھے.......

مگر آج دنیا معترف ہے کہ افغانوں کے ایمان نے اپنی طاقت کا لوہا منوا لیا ہے۔ افغان جہاد کے ثمرات کو انہوں نے برباد ہونے سے بچا لیا ہے۔ انہوں نے سرزمین کے چپے چپے پر وفا شعاری اور جذبوں کی سچائی کی تاریخ اپنے خون شہادت سے رقم کر دی ہے جسے مستقبل کا دیانتدار مؤرخ کبھی نظر انداز نہیں کر سکے گا"۔

(خدام الدین ۱۸ر اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۴، ۱۵)

دوسری طرف مودودی حلقے جو فرعون وقت ضیاء الحق کی باقیات ہیں اور جنگ افغانستان کے واسطہ سے پاکستان میں کلاشنکوف کلچر کے بانی ہیں طالبان کو امریکہ کا پٹھو یقین کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ان کو فوجی تربیت اور اسلحہ کی فراہمی امریکہ ہی کی اسلام دشمن استعماری طاقت کی مرہون منت ہے۔ اس ضمن میں طالبان کی کہانی مودودی جماعت کے صالح مگر نقاب پوش سیاسی مبصر ابوالعین کی زبانی سنئے اور دیکھئے کہ استعماری طاقتوں کے ایجنٹ دو ہیں مگر ان کا لب و لہجہ اور طریق واردات ایک ہی ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو خود کاشتہ پودا کہتے ہیں اور دونوں کا دعویٰ اسلام اور اس کی حکومت کے قیام کا ہے۔ چنانچہ ابوالعین ارشاد فرماتے ہیں:

"امریکہ سے شائع ہونے والے لاس اینجلیز ٹائمز کی رپورٹ میں امریکی امداد کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اور اعتراف کیا گیا ہے کہ طالبان کو اچانک فتح حاصل کرنے کے پس پردہ کیا کہانی ہے اور اس میں امریکہ کا کردار کیا رہا ہے۔

امریکی پالیسی کا بنیادی نقطہ افغانستان میں حکومت کو محض کنٹرول کرنا نہیں تھا۔ فوری طور پر ایسا ممکن بھی نہیں ہو سکتا تھا اس کی وجہ بھی موجود ہے۔ اسلام کے نام پر تیزی سے غلبہ حاصل کرنے کے فوراً بعد طالبان کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ امریکی خطوط پر چلیں۔ چنانچہ اس آپریشن کو ہمہ جہت بنانا ضروری تھا۔ جس کا محور و مرکز دراصل ایران کی زمینی ناکہ بندی تھا۔ امریکہ نے پاکستان کے اندر حالات کا بغور جائزہ لیا اور خود اس میں، ممکن ہے، ملوث بھی رہا ہو۔ اس کے تجزیے میں یہ بات شامل تھی کہ جس طرح پاکستان میں شیعہ سنی اتحاد بہت ہی دور از کار معاملہ بن گیا ہے اسی طرح طالبان اور ایران میں اچھے تعلقات بھی مسئلہ ہی بنے رہیں گے۔ طالبان حکومت ایران کے خلاف امریکی لائن پر چلنے میں کوئی غفلت کا مظاہر نہیں کرے گی۔ امریکہ کو یہ بھی علم تھا کہ طالبان کو محض دینی مدارس کے طلبہ تک محدود کرنا دانشمندی نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ طلباء مختصر مدت کی فوجی تربیت کے باوجود کابل اور سروبی کے جنگجو کمانڈروں سے نبرد آزما نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے ضروری ہو گیا تھا کہ مخالف کمانڈروں کو ساتھ ملایا جائے اور سابق کمیونسٹ جرنیلوں اور کمانڈروں کو ساتھ ملا کر طالبان کے مستقبل کے عزائم کو بھی قابو میں رکھا جائے۔ اس سارے عمل کی نگرانی اور اس پر کنٹرول کے لئے پاکستان کی فوجی خدمات ایک نعمت سے ہرگز کم نہ تھیں۔

گزشتہ سالوں کے مطالعہ اور تجزیہ کے بعد صورت حال بڑی حد تک واضح ہو چکی تھی کہ ربانی اور حکمت یار کے معاہدے کے بعد ان قوتوں کو جمع کرنا آسان اور کمانڈروں کو منانا بہت ہی آسان ہے جو اس معاہدے میں اپنے مفادات کو خطرے میں محسوس کرتے ہیں۔

امریکہ نے مداخلت کے لئے جو راستہ منتخب کیا وہ منشیات اور ناجائز اسلحہ کے خلاف جدوجہد کا راستہ تھا۔ ظاہر ہے اس راستہ پر کسی کو اعتراض نہیں تھا۔ منشیات اور ناجائز اسلحہ کے خلاف پوری دنیا یکسو ہے۔ اور اس یکسوئی کی آڑ لے کر بہت سے ایسے کام بھی کئے جاتے ہیں جن سے ان کی وسعت پذیری بڑھائی جاتی ہے۔ یہ کام کرنے کیلئے ضروری تھا کہ طالبان سے رابطہ بھی رکھا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ موقف بھی اختیار کیا جائے کہ ہم طالبان کے ساتھ اسی طرح رابطے رکھے ہوئے ہیں جس طرح ہم افغانستان میں دیگر جماعتوں اور گروہوں کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں۔ ان رابطوں سے ہمارا مقصد ایک وسیع البنیاد حکومت کا قیام ہے جو ملک کو تقسیم ہونے سے بچا سکے۔ ملک کے اندر منشیات کے کاروبار کو ختم کر سکے اور اسلحہ کی آزادانہ نقل و حرکت کو کنٹرول کر سکے۔ ایک مقصد یہ بھی تھا کہ افغانستان کے اندر قائم ان تربیتی کیمپوں کا مکمل خاتمہ کیا جا سکے جہاں سے مجاہدین تربیت لے کر کشمیر جاتے ہیں۔ امریکہ کے حکام نے واضح الفاظ میں کہا کہ ہم کسی ایک کا انتخاب نہیں کر رہے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کابل میں حال ہی میں داخل ہونے والے لوگ بھی اسی طرح قانونی طور پر حق حکمرانی رکھتے ہیں جس طرح پہلے لوگ یہ حق رکھتے تھے۔ طالبان کے ایک ترجمان شیر محمد نے بھی ان مقاصد کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اب افغانستان منشیات کا مرکز نہیں رہے گا۔

طالبان نے حیرت انگیز طور پر امریکی لب و لہجہ اختیار کیا ہوا ہے۔ ہم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ یہاں سے لوگ تربیت حاصل کر کے نکلیں اور دوسرے ممالک میں تخریب کاری اور دہشت گردی کریں۔ گویا ایک ہی جست میں قصہ تمام ہو گیا اور کل کے مجاہد آج کے دہشت گرد بنا دئے گئے۔ ایسا فطری طور پر بھی ضروری تھا۔ طالبان نے افغان مجاہدین کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تھا اب وہ ہر اس قوت کو تخریب کار کہنے پر مجبور تھے جو مجاہدین یا ان کے حوالے سے معروف تھی۔ چنانچہ مقبوضہ کشمیر کا جہاد بھی دہشت گردی ٹھہرا اور ان کے تربیتی مراکز بند کر دیئے گئے۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اگر بغور دیکھا جائے تو ان مراکز پر ضرب لگانے اور طالبان کو پیش قدمی کرنے کے لئے جو ٹائم ٹیبل دیا گیا اس نے جہاد کشمیر کی کمر پر کاری ضرب لگائی۔ بھارتی الیکشن ڈرامہ کے عین عروج پر مجاہدین کو احساس دلایا گیا کہ ان کا دانہ پانی ختم ہو رہا ہے۔ اس سے قبل خود حکومت پاکستان نے مجاہدین کے کیمپ تباہ کر دیئے۔

یہ باتیں محض بے پر کی اڑانے والی باتیں نہیں ہیں۔ کابل میں غیر ملکی میڈیا پر مشتمل پریس کانفرنس میں باقاعدہ اس کا اعلان کیا گیا۔ امریکہ میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا گیا کہ بالآخر افغانستان میں امریکہ کو ملکی اثر و نفوذ حاصل ہو گیا ہے۔

بین الاقوامی میڈیا اور فوجی مبصرین نے بھی اس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ کس طرح ایک غیر منظم فورس اس قابل ہو گئی کہ اس نے ۱۹۹۴ء کے آخر پر تشکیل پانے کے بعد محض دو سالوں کی قلیل مدت میں افغانستان فتح کر لیا۔ ان مبصرین کے سوالات کافی دلچسپ ہیں۔ سب سے پہلا سوال یہی ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کونسی فوجی کارروائی ایسی ہے جو اس قدر طویل بھی ہو اور بغیر مزاحمت کے فتح بھی حاصل ہو جائے۔

۱۹۹۴ء میں جن چند طلباء کو قندھار سے این فورس کے نام پر جمع کیا گیا وہ پاکستان کے سرحدی علاقوں کے دینی مدارس کے طلباء کے ساتھ مل کر ایک ایسی فوجی قوت بن گئے جس کے سامنے سالوں جہاد کرنے والے بھی نہ ٹھہر سکے۔ ان کے پاس اسلحہ کہاں سے آیا؟ انہیں گولہ بارود کس نے فراہم کیا؟ اور گاڑیاں کس نے لے کر دیں؟ ان کے تربیت کے مراکز کہاں تھے اور کس نے بنائے؟

fozman
foods
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

تربیت دینے والے کون تھے ؟ ظاہر ہے کہ انہیں افغانستان کے باہر سے فوجی تربیت اور سازوسامان ملا۔ خفیہ ایجنسیوں نے ان کی تربیت کی اور تربیت اب کوئی راز نہیں رہا۔ امریکہ بھی اس کام میں برابر کا شریک رہا۔ کابل میں اقوام متحدہ کے ایک اعلیٰ اہل کار نے کہا کہ اسے اس نوعیت کی مداخلت کے بارے میں ایک سال سے علم ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی کہ امریکہ نے پاکستان کے ذریعے یہاں مداخلت نہیں کی ہے۔ امریکہ یہاں "امن وامان" کی بحالی چاہتا ہے اور طالبان اس کے بہترین مہرے ہیں۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ امریکی عزائم کیا ہیں۔ ان کا اندازہ اس حقیقت سے بخوبی لگایا جانا چاہئے کہ وہ کس طرح ایک اسلامی ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے مدد فراہم کرے گا۔ اس نے ایسا الجزائر میں کیوں نہیں کیا جہاں اسلامی تحریک نے جمہوری جدوجہد کے ذریعہ الیکشن میں کامیابی حاصل کی تھی اس کی وجہ یہی ہے کہ امریکہ کے عزائم وہ ہیں جو نظر نہیں آرہے ہیں۔ ان عزائم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ طالبان حکومت اور کابل پر کنٹرول میں بھی تبدیلیاں آتی رہیں گی۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ان عزائم کی بنیادیں کیا ہیں؟ ان بنیادوں کو دوستونوں کے ذریعہ بلند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلا ستون تو امریکی مفادات کا تحفظ ہے جبکہ دوسرا ستون انسانی حقوق کی چھتری ہے جس کے نیچے سب کچھ جائز ہے۔ الماتا میں ہونے والی وسط ایشیائی ممالک کی کانفرنس پہلے ستون کو ہلا رہی ہے اور طالبان جواب میں کہہ رہے ہیں کہ روس ایک کمزور ملک ہے وہ اب مداخلت نہیں کر سکتا۔ درست کہا کہ روس مداخلت نہیں کر سکتا لیکن یہ بھی درست ہے کہ یہ بیان طالبان نہیں دے رہے بلکہ وہاں موجود امریکی لابی دے رہی ہے جو امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے سرگرم ہے۔ جس نے ایران کے حکمرانوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں اور چین کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہی لابی ہے جو روس کو سمجھا رہی ہے کہ اس کا مستقبل امریکی امداد کے سہارے قائم ہے وگرنہ وہ ایک گرتی ہوئی دیوار ہے جسے گرانا مشکل نہیں ہے۔

پاکستان میں امریکی مشن کے سینئر اہل کاروں کے طالبان سے رابطے موجود ہیں اور ایران کو دھمکیوں کی زبان سے باور کرایا جارہا ہے کہ اس کا زمینی مقاطعہ مکمل ہونے کو ہے۔ امریکی حکومت نے اب تک جو ایجنڈا جاری کیا ہے جس کے مطابق مذاکرت ہونگے وہ بھی ہمارے تجزیے کی تصدیق کرتا ہے۔ اس ایجنڈا کے مطابق امریکہ طالبان کے ساتھ منشیات کے خاتمے، دہشت گردی اور انسانی حقوق کے حوالے سے بات چیت کرے گا۔

یہ ہے کہانی پاکستان ، امریکہ ، برطانیہ اور طالبان کے درمیان اشتراک و تعاون کی"۔

(ہفت روزہ "ایشیا" لاہور۔ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۲۴)

[illegible] ہے۔ رنگ ونسل کا امتیاز مٹانے سے انسانی اتحاد کا قیام ہو سکتا ہے جس کا عمل میں لانا لابدی ہے۔

سوموار، ۲/جون ۱۹۹۷ء :

آج ۹/ اگست ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ شدہ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۱ دوبارہ نشر کی گئی۔ فاسفورس کا ذکر جاری رہا۔ کولیسٹرول گرانے کے لئے کولیسٹرینم اور فائیٹولاکا کے ساتھ فاسفورس ملا دیا جائے تو مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کی اونچی طاقت کے استعمال سے پرہیز کریں۔ حضور نے بتایا کہ جگر دنیا کی سب سے خاموش فیکٹری ہے جس میں ۵۰۰۰ کیمیکل تیار ہوتے رہتے ہیں۔ فاسفورس جگر کے اس حصے پر اثرانداز ہوتا ہے جس میں fatty degeneration ہوتی ہے۔ اسی طرح لو لگنے کی دوا گلونائن Gonine ہے۔ حضور نے Rehumatic دردوں کے لئے دو مفید نسخے تجویز فرمائے۔

(۱) اگر بائیں طرف درد شروع ہوا ہو تو Arnica, Lachesis, اور Ledum ۲۰۰ کی طاقت میں۔ اس کی repeta-tion ضروری ہے۔ روزانہ صبح شام اور بعض دفعہ دن میں دو تین دفعہ ایک دو ہفتے تک۔

(۲) اگر دائیں طرف درد ہو تو Arnica, Bryonia اور Causticum ۲۰۰ کی طاقت میں ملا کر استعمال کریں۔

منگل، ۳/جون ۱۹۹۷ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۲۲/ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۰ نشر کی گئی جس میں سورۃ البقرہ کی آیات ۲۶۰ تا ۲۶۸ کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان ہوئی۔ آیت نمبر ۲۶۰ میں ﴿بل لبثت مائة عام﴾ کو ازمنہ وسطیٰ کے علماء مردوں کو زندہ کرنے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں حالانکہ حضور انور نے فرمایا کہ ان حالات کے بیان میں پیشگوئیاں تھیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے انداز ہیں۔ یہ حضرت حزقیل کا ایک رؤیا تھا جس میں خدا تعالیٰ نے یروشلم کے دوبارہ آباد ہونے کے متعلق ان کے تجسس کو دور فرمایا۔

بدھ، ۴/جون ۱۹۹۷ء :

آج ۲۸/ دسمبر ۱۹۹۴ء کو نشر کی گئی ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۳۱ دوبارہ نشر کی گئی۔ اس میں سورہ البقرہ کی آیات ۲۶۹ تا ۲۷۴ کا ترجمہ اور تفسیر بیان ہوئی۔ آیت نمبر ۲۶۹ میں راہ خدا میں مالی قربانی کے تسلسل میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان انسان کو خدا کی راہ میں غربت کے ڈر سے خرچ کرنے سے ڈراتا ہے اور فحشاء کا حکم دیتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ فحشاء کی زندگی خرچ چاہتی ہے۔ اس لئے شیطان کی دھوکہ دہی ثابت ہے۔ ڈراتا ہے غربت سے اور تعلیم دیتا ہے ان باتوں کی جو غریب کر دیں۔ لیکن اس کے برعکس خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ مغفرت کا وعدہ دیتا ہے جس میں ازدیاد مال شامل ہے۔

جو لوگ حکمت کے ساتھ مال خرچ کرتے ہیں ان کے گھروں میں وسعت دی جاتی ہے اور تائید ونصرت سے نوازے جاتے ہیں۔ دولت حکمت سے بڑھتی ہے۔ اللہ کی راہ میں پوشیدہ خرچ کے نتیجے میں برائیوں کے جھڑنے کا پہلو ہے۔ اور بغیر ریا کے مالی قربانی کرنے والوں کے لئے برائیوں کے دور کرنے کا بڑا ممتاز وعدہ ہے۔ الغرض نایاب ذخیرہ علم وعرفان سننے، سمجھنے اور زندگی کو ان اصولوں پر ڈھالنے سے تعلق رکھتا ہے۔

جمعرات ۵/جون ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۲ جو حضور انور کے ساتھ ۱۵/ اگست ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ Anti-soric دوائی کالی فاس سے سبق کا آغاز ہوا۔ حضور نے اس دوا کے علامات اور خواص پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ جلدی امراض جن میں کوڑھ بھی شامل ہے کے لئے یہ چوٹی کی دوا ہے۔ اعصاب کو طاقت بخشتی ہے۔ وہ مائیں جو بچوں سے غفلت اور بے پرواہی کا سلوک کرتی ہیں دماغی مرض کا شکار ہوتی ہیں۔ ان کے لئے کالی فاس مفید دوا ہے۔ اگر صحیح لفظ نہ یاد آئیں اور یادداشت پر اثر ہو تو وقفے وقفے کے بعد کالی فاس استعمال کر لینی چاہئے۔ یادداشت کے لئے حضور انور نے کالی فاس، میگ فاس اور کلکیریا فاس ۶x میں نسخہ تجویز فرمایا۔ آخر پر حضور نے اگنیشیا Ignitia کے بارے میں بتایا کہ اچانک صدمے کے وقت یہ دوا کافی حوصلہ دیتی ہے اور برداشت پیدا کر دیتی ہے۔

جمعۃ المبارک، ۶/جون ۱۹۹۷ء :

آج اردودان احباب کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کا دن تھا۔ سوال وجواب کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے :

☆ بعض لوگ ذیلی تنظیموں کو اہمیت نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ لازمی نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان معاملات میں انفرادی تربیت کی ضرورت ہے۔ ان چیزوں کا جائزہ لے کر انفرادی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

☆ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا دعا کے بارہ میں ایک شعر ہے کہ 'غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے'۔ تو دعا کرتے وقت غیر ممکن کس حد تک سوچا جائے۔

لفظ غیر ممکن کی تشریح میں حضور انور نے فرمایا کہ مبرم تقدیر دعاؤں سے نہیں ٹلتی لیکن ہر انسان کی پیدائش کے بلیو پرنٹ میں اس کی اجل مسمیٰ مقرر ہے۔ جب وہ انسان اپنی اجل مسمیٰ کو پہنچ جائے تو پھر کوئی چیز اسے نہیں ٹال سکتی۔ لیکن اجل مسمیٰ سے پہلے پہلے بیماریاں یا حادثات دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔ مبرم تقدیر کا ایک اندرونی نظام ہے اور تقدیر کے مختلف طبقات ہیں تقدیر کی باریکیاں دعا اور تدبیر سے مل کر اثر پیدا کرتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے شعر سے یہ مراد نہیں کہ غیر ممکن، ممکن میں بدل جاتا ہے۔ حضور کے ذہن میں کچھ خاص واقعات ہونگے جن کو پیش نظر رکھ کر حضور نے دعا کی تاثیر پر شعر کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کی مدد سے بعض دواؤں کے معلوم ہونے کے واقعات بتائے جن میں ماسٹر محمد پریل صاحب سندھی کی دعا کے نتیجے میں بچی بوٹی انہیں کشف میں دکھائی گئی اور ان کی بیوی جو کینسر کی مریضہ تھیں مکمل صحت پا گئیں۔ تو وہ دوا قانون قدرت میں موجود تھی لیکن ظاہر دعا سے ہوئی۔

☆ احمدیہ جماعت خدا کے فضل سے اس تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے کہ عنقریب اگر حکومت مل جائے تو مولویوں کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے؟ حضور نے فرمایا وہ جو "لاتثریب علیکم الیوم" کہہ کر ہمارے آقا نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد انسانی حقوق میں دخل اندازی کی کسی قسم کی شرارت نہیں کرنے دی جائے گی۔ لیکن انصاف ہر حالت میں مدنظر رہے گا۔

(ا۔م۔چ۔)

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۲واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کا ۳۲واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ ۲۵/، ۲۶/ اور ۲۷/ جولائی ۱۹۹۷ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے، انگلستان) میں منعقد ہوگا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کا یہ جلسہ سالانہ صرف ایک ملک کا جلسہ نہیں ہے بلکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت اور مرکزی حیثیت کا حامل جلسہ ہے۔ جس میں اکناف عالم سے عشاق اسلام جوق درجوق بڑی کثرت سے شمولیت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اس جلسہ سالانہ کا پنڈال امت واحدہ کا ایک دلکش اور ایمان افروز منظر پیش کرتا ہے۔

مزید برآں یاد رہے کہ یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۱ء میں جاری فرمایا تھا۔ اور اس کے بارہ میں فرمایا تھا :

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے...... اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے...... اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۱ء)

اس عظیم الشان جلسہ سالانہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایمان افروز اور علمی خطابات مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ دراصل اسی روحانی مائدہ کی خاطر عشاق احمدیت پروانہ وار اس جلسہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں نماز تہجد اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ علمائے سلسلہ کے علمی خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔ الغرض یہ تین دن روحانی اور علمی ترقی کے لئے انمول ایام ہیں جن سے احباب جماعت کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی کامیاب اور بابرکت فرمائے اور شرکائے جلسہ کو اس کی عظیم نعمتوں سے حصہ وافر عطا فرمائے۔ آمین

عطاء المجیب راشد (افسر جلسہ گاہ۔ ۱۹۹۷ء)

خطبہ جمعہ

میں سخت بیقرار ہوں کہ کسی طرح جماعت اٹھ کھڑی ہو، بیدار ہو جائے کیونکہ ہماری صدی گزرنے میں بہت تھوڑا وقت باقی ہے اور ایسی نئی صدی میں ہم نے داخل ہونا ہے جبکہ ساری دنیا کی ذمہ داریاں ہم پر پہلے سے بہت زیادہ ڈالی جائیں گی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲؍ مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۲؍ ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام نن سپیت (ہالینڈ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم–

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج کا یہ خطبہ میں ہالینڈ (نن سپیت) سے دے رہا ہوں جہاں اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ ہالینڈ کے سالانہ جلسے کا آغاز ہو رہا ہے۔ جو باتیں میں اس سے پہلے چند خطبات میں کہتا رہا ہوں ان کا تعلق توبہ سے ہے اور اسی تعلق میں ہالینڈ کی ضروریات کو بھی میں پیش نظر رکھتے ہوئے کچھ اور باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ ہالینڈ کی ضروریات دراصل باقی ملکوں کی ضروریات سے بنیادی طور پر تو الگ نہیں لیکن ہر ملک کے ماحول اور حالات کا ایک فرق ہوا کرتا ہے اسی فرق کی نسبت سے جماعت احمدیہ کو اپنی حکمت عملی طے کرتے ہوئے بعض خاص پہلو اختیار کرنے پڑتے ہیں۔

ہر قوم کا ایک مزاج ہے باوجود اسکے کہ ہالینڈ یورپ ہی کا ایک حصہ ہے مگر مزاج کے اعتبار سے یورپ کی ہر قوم میں ایک فرق ہے اور بہت نمایاں امتیاز ہیں جو ایک کو دوسرے سے الگ کرتے ہیں۔ تو اس پہلو سے ہالینڈ یورپ کا حصہ ہوتے ہوئے بھی ان سے ایک الگ شخصیت رکھتا ہے اور اس شخصیت کی پہچان ضروری ہے جس کے بغیر ہم حقیقی، معنی خیز اور مفید لائحہ عمل بنا نہیں سکتے۔ پس جب میں نے ہالینڈ کی ضرورت کہا تو ایک تو یہ امتیازی ضرورت ہے جس کا ہالینڈ ہی سے تعلق ہے اور ایک وہ ضرورت ہے جو تمام عالم میں ہر جماعت کی ایک ہی ضرورت ہے یعنی تربیت اور انسان کو پہلے سے بہتر حال میں ہمیشہ اس طرح آگے بڑھاتے چلے جانا کہ اس کا رخ خدا ہی کی طرف ہو اور غیر اللہ کی تمام طاقتوں سے وہ دور ہٹتا چلا جائے اور اللہ کے قریب ہوتا چلا جائے۔ یہ بنیادی پیغام ہے ہر مذہب کا جو سب سے زیادہ وضاحت اور قوت کے ساتھ اسلام نے پیش فرمایا اور یہ احمدیت کی بنیادی ضرورت ہے جو ہر ملک میں یکساں ہے۔۔ اور اس تربیت کی ضرورت کے ساتھ ساتھ ہی بلکہ اس سے تعلق رکھنے والی تبلیغی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی تربیت جب غیروں کی طرف رخ کرتی ہے تو اسی کا نام تبلیغ ہو جاتا ہے ورنہ حقیقت میں تو بنیادی روح ہر مذہب کی تربیت ہی ہے یعنی ہر انسان کی اصلاح کرنا۔

پس اس پہلو سے جو توبہ کا مضمون میں نے شروع کیا تھا اسی مضمون کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے"۔ یہ وہی بات ہے جو خلاصۃً میں نے آپ کے سامنے رکھی کہ ہر مذہب کا بنیادی مقصد ہے۔ "اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا" یعنی اللہ کے "اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين﴾"۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ﴿و يحب المتطهرين﴾ اور جو نیکی چاہتے ہیں جو پاکیزہ ہونا چاہتے ہیں ان سے بھی محبت رکھتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کا خود بھی ترجمہ فرمایا ہے جو میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے" یعنی دوست رکھتا ہے کا ترجمہ خود محبوب بنا لیتا ہے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے فرمایا ہے "بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے"۔ یہ وہ مضمون ہے جس پر میں کچھ مزید یہاں ٹھہر کر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ فرمائی گئی ﴿ان الله يحب التوابين﴾ اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یا دوسرے لفظوں میں ان کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ﴿و يحب المتطهرين﴾ اور وہ لوگ جو پاک ہونا چاہتے ہیں ان سے محبت کرتا ہے یہ دو الگ الگ باتیں نہیں۔ دراصل توبہ ہی کی تفصیل میں مزید یہ فرمایا گیا ہے۔

توبہ کا جو عام مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ ایک گناہ سے انسان روگردانی کر لے، اس سے منہ پھیر لے اور اللہ تعالیٰ سے کہے کہ مجھے معاف فرما دے اور توبہ گویا مکمل ہو گئی۔ یہ آیت کریمہ صرف یہ بات بیان نہیں کرتی بلکہ یہ بیان فرماتی ہے کہ توبہ کی پہچان یہ ہے، توبہ کا پہلا پھل جو توبہ کرنے والے کو نصیب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مظہر بن جاتا ہے۔ مظہر کا مطلب یہ ہے کہ نیک ہونا چاہتا ہے، نیکی کی جستجو کرتا ہے، پاک ہونے کی طلب کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے مدد کے بغیر یہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ **تو توبہ کے ساتھ ہی متطهر ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ کوئی شخص بھی جب ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے اگر وہ ساتھ متطهر نہ ہو تو ہمیشہ اس کو دوبارہ اس گناہ میں لوٹنے کا خطرہ درپیش ہوگا۔** یہ ایک گہرا نفسیاتی نکتہ ہے جس کی طرف اس آیت کریمہ نے اشارہ فرمایا ہے۔

ہر انسان جو گناہ میں مبتلا رہتا ہے، رہ چکتا ہے یا اس نے گناہ سے مسلسل تعلق جوڑا ہوا ہے وہ جانتا ہے کہ توبہ کرنے کی خواہش پیدا ہو بھی تو گناہ کی محبت اس کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے اور اس کی حالت متطهر کی نہیں ہوتی۔ یعنی ایسے شخص کی نہیں کہ جو پاک ہونا چاہتا ہے بلکہ ایسے شخص کی ہوتی ہے جو گناہ کرنا چاہتا ہے اس کے باوجود توبہ کر رہا ہے۔ اور اکثر توبہ کرنے والوں کا یہی حال ہے کہ جس گناہ سے توبہ کرتے ہیں اس کی محبت ان کے دل سے مٹتی نہیں ہے۔ اس کی محبت مسلسل اس گناہ کی طرف انہیں کھینچ رہی ہوتی ہے اور توبہ کرتے ہیں اپنی طبیعت کے خلاف، اپنے مزاج کے خلاف اور ایسی توبہ جو ہے وہ ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔ کبھی بھی ایسی توبہ کرنے والے کو ہمیشہ کا امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ایک طرف توبہ کا عزم ہے دوسری طرف گناہ کی ایک طبعی محبت ہے ان دونوں کے درمیان ایک جھگڑا شروع ہوا ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا اور بالآخر زمین کی کشش اس کو واپس زمین کی طرف کھینچ لاتی ہے۔

پس توبہ کا جو ایک پہلو ہے کہ گناہ سے بچنے کا ارادہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا اور اس کی طرف جھکنا یہ پہلو بظاہر پورا ہو جاتا ہے مگر فی الحقیقت یہ مستقلاً ایسے انسان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ **متطهر میں**

جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ توبہ کرتے ہی نیکی کی حرص لگ جائے اور پاک ہونے کی ایک بے قرار تمنا دل میں تڑپنے لگے۔ متطہر ہو جائے، ہر وقت یہ چاہے کہ اب میں پاک ہو جاؤں یہ پاکی کی تمنا انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے پر مجبور کرتی ہے اور بار بار اس کی طرف نظر اٹھا کر اس سے یہ تمنا واویلا کرتی ہے کہ اے اللہ ہم تیری خاطر ایک گناہ سے منہ موڑ چکے ہیں لیکن نیکی جب تک ہمارے بدن کا دائمی جزو نہ بن جائے، جب تک ہم ان لوگوں میں شمار نہ ہوں جو تیرے نزدیک پاک ہیں اس وقت تک ہمیں چین نصیب نہیں ہو سکتا۔ ایسی حالت میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ان الله يحب المتطهرين﴾ ایسے پاک ہونے کی تمنا رکھنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے اسے کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔

پس اکثر انسان اس تجربے سے گزر چکے ہیں اور گزرتے رہتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جن کو توبہ کا خیال ہی نہیں آتا۔ بعض گناہ ان کے وجود کا دائمی حصہ بن جاتے ہیں۔ بعض کمزوریاں ان کی سرشت ہو جاتی ہیں۔ مثلاً بعض اگر نماز میں ست ہیں، روزے میں ست ہیں، جھوٹ کی عادت ہے، چالاکی سے کام لے کر اپنا فائدہ اٹھانا ہے یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں عام ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک بات بہت ہی بڑی بات ہے اور ایسی ہے جو انسان کو جہنم کے کنارے تک ہی نہیں، جہنم میں داخل کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ اور ان چیزوں کی طرف سے انسان ایسا غافل رہتا ہے کہ کبھی آنکھ ہی نہیں کھلتی کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں اور کیسی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کو خیال ہی نہیں آتا کہ میں وقت کے امام کے ہاتھ پر بیعت کر کے توبہ کر چکا ہوں۔ یعنی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے اسلام کا ایک عہد نو قائم کیا ہے جس کی رو سے گویا حقیقت میں میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا غلام بن گیا اور آپؐ کے پیچھے چلنے والا ہو گیا۔

یہ بیعت کی روح ہے جو توبہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ہر بیعت کے ساتھ توبہ کا لفظ آتا ہے۔ پس توبہ منہ سے تو ہو جائے مگر عملاً زندگی کے ہر جزو میں توبہ سے بے اعتنائی ہو، یعنی خیال بھی نہ آئے کہ میں توبہ کا محتاج ہوں، معلوم ہی نہ ہو کہ میرے اندر کیا کیا روگ بس رہے ہیں، یہ غفلت کی حالت ہے جو لازماً انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔ **پس سچی توبہ سے پہلے ایک بیداری کا دن ہے اور وہ بیداری کا دن ہے جس کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔** کسی دن بیدار ہوں اور جیسے بیدار ہونے والا بعض دفعہ اگر دیر سے بیدار ہو تو ہڑبڑا کر اٹھتا ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے دفتر جانا ہے، الارم لگائے ہوئے ہیں اور دیر تک سوتے رہے جب اٹھے تو اچانک جب نظر پڑی گھڑی کی طرف تو بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ گھبرا کر پھر وہ جس طرح ہڑبڑا کے اٹھتے ہیں اس سے بہت زیادہ ہڑبڑا کر اٹھنے کی توبہ سے غافل لوگوں کو ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ تو اب بے شمار ذمہ داریوں کی ادائیگی میں اتنی دیر کر چکے ہیں کہ از سر نو ان کا زندہ ہونا، از سر نو ان کے نئے رنگ اختیار کرنا، از سر نو ان کا اپنے اندر وہ انقلابی پاک تبدیلی کرنا جس کے بعد انہیں ایک خلق آخر عطا ہونی ہے یہ تو بہت محنت کا کام ہے، بہت لمبا کام اور بہت صبر طلب کام ہے۔ تو اس لئے میں جب کہتا ہوں کہ اٹھیں اور بیدار ہوں تو میری مراد یہ ہے کہ اپنی اندرونی شخصیت کو دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولیں یہی آپ کا اٹھنا ہے۔

آنکھیں کھول کر دیکھیں تو سہی کہ آپ کے اندر کون بس رہا ہے اور کیا بس رہا ہے۔ اور جب آپ آنکھیں کھولیں گے تو ہر منزل میں، ہر قدم پر آپ کو بہت خوفناک نظارے دکھائی دیں گے۔ کہیں دنیا کا حریص نظر آئے گا آپ کو جو دنیا کے اموال کو اتنا عزیز رکھتا ہے کہ خدا کی راہ پر خرچ کرنے میں اس کو ہمیشہ تکلیف محسوس ہوتی ہے، خواہش ہی نہیں پیدا ہوتی۔ کئی ایسے ہونگے جن کو اس پہلو سے تو اطمینان ہوگا مگر اگلے موڑ پر جب مڑیں گے تو ان کا دل یہ دیکھ کر دہل جائے گا کہ مالی قربانی تو میں کر رہا ہوں مگر عبادت میں بالکل کورا ہوں اور خدا تعالیٰ سے محبت کے ساتھ اس کی طرف جھکنے کے لئے جس عبادت کی ضرورت ہے، اس کا آغاز بھی نہیں کیا۔ نماز پڑھتا بھی ہوں تو غفلت کی حالت میں، کھڑا ہوں، جھکتا ہوں، کھڑا رہتا ہوں، سجدے میں گرتا ہوں، بیٹھتا ہوں اور پھر بیٹھ کے سلام پھیر دیتا ہوں اور اس حالت سے نکلنے کو میں امن کی طرف لوٹنا سمجھتا ہوں۔ مجھے قرار اس وقت آتا ہے جب میں اس حالت سے نکل کر، باہر آکر دنیا کو السلام علیکم کہہ دیتا ہوں۔ کہتا ہوں شکر ہے میں واپس آگیا اور داخل ہونے کا وقت میرے لئے سب سے مشکل ہے اور اس دوران میری طبیعت بوریت کے سوا کچھ بھی محسوس نہیں کرتی کیونکہ جو کچھ بھی میں کہتا ہوں وہ لفظوں میں کہہ رہا ہوں۔ کوئی سننے والا میرے سامنے کھڑا نہیں ہوتا جس کو میں کچھ سنا کر بات کہوں۔ اور اس کی طرف سے کوئی جوابی لہر دل میں نہیں اٹھتی جس سے محسوس ہو کہ کوئی سننے والا سن بھی رہا تھا اور اس نے میرے دل میں ایک حرکت پیدا کر دی ہے۔ پس ایسی نمازیں اگرچہ ابتداءً فرض کی ادائیگی تک تو ٹھیک ہیں لیکن اپنی منفعت کے لحاظ سے بالکل خالی ہوا کرتی ہیں۔ سالہا سال، بعض لوگ اپنی زندگیاں گزار دیتے ہیں ایسی نمازیں پڑھتے ہوئے، پانچ وقت وضو کر کے جائیں گے پورے اہتمام کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور پھر جب نکلیں گے تو خالی۔ اور اس کی پہچان کیا ہے؟ پہچان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں جا کر اس سے آنے کے بعد ان کے اندر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

پس بعض لوگ ایسے ہیں جو یہ معلوم کریں گے کہ ہم مالی حرص میں مبتلا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیوں سے بے خبر بلکہ طبیعت پر ان قربانیوں کے نام سے بھی بوجھ پڑتا ہے۔ کچھ ایسے بھی ہونگے جو اس لحاظ سے پورے لیکن عبادت سے بے خبر اور غافل اور عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنے کا تصور ہی ان میں نہیں ہے۔ یہ ان کو خیال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ ہر عبادت کے بعد کچھ نہ کچھ مجھے اللہ کے قریب ہونا چاہئے۔ اگر زیادہ توفیق نہیں تو کچھ احساس، حاصل کا احساس یعنی کچھ مل گیا ہے اتنا تو ہو کہ نماز کے بعد میں محسوس کروں کہ آج مجھے کچھ خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کی لذت حاصل ہوئی ہے اور یہ جو قریب ہونے کی لذت ہے یہ کوئی فرضی لذت نہیں ہے۔

ہر نماز میں جہاں انسان اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے اس کے حضور اپنے آپ کو جھکاتا ہے تو کچھ لمحے اس کو ضرور ایسے نصیب ہو جاتے ہیں جب وہ محسوس کرتا ہے کہ ہاں میری یہ بات خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہوئی۔ اور اس کا جواب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے لفظوں میں نہ بھی ملے تو انسان کے دل میں ایک خاص قسم کی تحریک کے ذریعے مل جاتا ہے، اس کا دل مرتعش ہو جاتا ہے، اس میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور پہلے کی نسبت اپنے آپ کو وہ امن میں محسوس کرتا ہے۔ پس یہ وہ دوسرا پہلو ہے جو اپنے اندر کے انسان کی تلاش اور اس کی حقیقت اور جستجو کو پانے کی جدوجہد ہے اس سے آپ غافل رہیں گے تو آپ زندگی کے مقاصد سے غافل ہیں اور یہ دونوں باتیں تو بڑی ہیں یعنی قرآن کریم نے مال اور جان کو خدا کی راہ میں پیش کر دینے کی بنیادی تعلیم دی ہے یہ اس سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں لیکن ان سے نیچے بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ہمارے اندر ایسی حالت میں قائم رہتی ہیں کہ گمان بھی نہیں آتا کہ ہمیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

مالی قربانی کی طرف اگر آپ توجہ نہیں کرتے تو کوئی توجہ دلانے والے آتے رہتے ہیں۔ کوئی دروازہ کھٹکھٹاتے والا ہے، کوئی خط لکھنے والا سیکرٹری ہے وہ آپ کو یاد کرانے والے موجود ہیں۔ لیکن بد خلقی ایک ایسا مضمون ہے جو روزمرہ کے معاملات میں انسان کو درپیش رہتا ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ کتنا بڑا جرم ہے، کتنا بڑا گناہ ہے۔ بد خلقی کے پہلو سے اب آپ دیکھ لیں توبہ کے مضمون کو تو آپ کو سمجھ

خدمت میں عظمت

بیس ساله سالگره مبارک

MAYFAIR REISEN 1977-1997

جرمنی میں اولین پاکستانی اور واحد ٹریول ایجنسی
جو ایک ہی نام سے اور ایک ہی دفتر سے گزشتہ بیس سال
سے اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں مصروف ہے
ہم ان کو بیسویں سالگرہ پر
تہ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں

IRFAN KHAN
Heimtextilien, Reiseburo, Uternehmer
Und Handel Gesellschaft
Tel: 06074 - 881256 - 881257
Fax: 06074 - 881258

آئے گی کہ جب تک انسان کا خلق اچھا نہیں ہو تا وہ باخدا انسان بن ہی نہیں سکتا۔ یہ وہم ہے کہ ایک انسان چندہ دینے والا ہو، عبادت کرنے والا ہو اور باخدا ہونے کے باوجود بداخلاق بھی ہو۔ یہ دو باتیں ایسی ہیں جو اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

اخلاق کا تعلق بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی سے ہے۔ اخلاق کا تعلق اس بات سے ہے کہ آپ اپنے باپ، اپنی ماں، اپنے بہن بھائی، اپنے بچوں، اپنے عزیزوں، اپنے اقارب، ملنے جلنے والوں سب سے اس طرح حسن سلوک کریں کہ آپ کی ملاقات، آپ کا تعلق ان کے لئے خوشی کا موجب بنے، کسی نفرت کا موجب نہ بنے اور آپ سے پوری طرح وہ امن کی حالت میں رہیں۔ سچے اخلاق کی یہی تعریف ہے۔ کسی کو یہ خطرہ نہ ہو کہ یہ میرے سے جو تعلق رکھ رہا ہے تو اس کی نیت میری کسی ملکیت پر ہے، میرے کسی مال پر ہے، میرے بعض حقوق پر ہے، میرے بعض رشتہ داروں پر ہے۔ اگر ایسی نیت اور یہ فساد تعلقات میں داخل ہو جائے تو یہ تعلقات اخلاق نہیں کہلائیں گے۔ یہ بدخلقی کی بدترین قسم بن جاتی ہے۔ یعنی اچھی بات کر کے، پیار اور محبت جتا کر بعض دفعہ بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے مالی معاہدات کرتے ہیں اور جب تک وہ معاہدات ہو نہیں جاتے ان کے اخلاق دیکھنے والے دکھائی دیتے ہیں۔ ہر بات میں ان کا ادب، ہر چیز میں لحاظ بلکہ اس بات پر بار بار خوشی کا اظہار کہ کبھی خدمت کا موقع دیں، ہمارے گھر تشریف لے آئیں۔ بیوی بچے فدا ہوتے ہیں، یہ صاحب آئے ہیں جن کے ساتھ مالی معاہدہ ہونے والا ہے اور ہر طرح سے ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جاتا ہے، ان کی عزت کی جاتی ہے، ان کے بچوں کی عزت کی جاتی ہے، ان کے بچوں کو تحائف دینے ہوں تو اس سے بھی انسان گریز نہیں کرے گا بلکہ موقع ڈھونڈ تا ہے کہ تحائف دے۔ یہ اخلاق ہیں اور ان اخلاق کے دھوکے میں آکر جب کوئی ان سے سودا کر بیٹھتا ہے تو پھر اس کا جو دل ہے وہ جلدی سے جلدی ہڑپ کر کے اس سے چھٹی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور پھر جب وہی شخص جس کو کہتے تھے آیئے، گھر آئیں، سر آنکھوں پر، جب دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو لگتا ہے کوئی دشمن اور واقعۃً وہ دشمن ہی بن چکا ہوتا ہے، کوئی دشمن دروازے کھٹکھٹا رہا ہے اور اگر اس گھر کا دوسرا دروازہ ہو تو دوسرے دروازے سے انسان نکل کر بھاگتا ہے۔ اس کا نام اخلاق ہے تو اس سے بڑی لعنت اور کئی نہیں ہے۔ یہ دھوکہ بھی ہے، بے حیائی بھی ہے۔ انسانیت کے ادنیٰ ادنیٰ تقاضوں سے بھی گری ہوئی بات یہ ہے کہ انسان، انسانی تعلقات میں اپنے اخلاق کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرے اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کرے۔

پس بظاہر بہت سے انسان آپ کو اخلاق والے دکھائی بھی دیتے ہیں مگر حقیقت میں ان کے اس کردار کو اخلاق کہا نہیں جا سکتا۔ پھر روزمرہ کے ایسے انسان بھی دکھائی دیتے ہیں جو آپ سے براہ راست کچھ نہ بھی چاہتے ہوں مگر ان کا حسن سلوک، ان کی نرمی کی بات محض ایک سطحی بات ہے، ایک دکھاوا سا ہے اور جہاں کہیں بھی آپ کے مقاصد میں اختلاف ہو وہیں وہ اپنے پر پرزے نکالتے ہیں اور بڑی بدتمیزی اور بدخلقی سے آپ سے معاملہ کرتے ہیں تو اخلاق جو ایک بنیادی صفت ہے، **اخلاق کو اس کے اصلی معنوں میں سمجھنا اور اختیار کرنا یہ باخدا ہونے کے لئے ایک لازمی شرط ہے۔** اتنی سی بات ہے، سادہ سی، کیوں لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر آپ کسی کو جان لیں کہ وہ بداخلاق ہے تو آپ تو اس کا اپنے گھر پر سایہ بھی نہ پڑنے دیں گے۔ اس سے آپ دور بھاگتے ہیں ہمیشہ دور کی صاحب سلامت رکھتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بدخلق انسان کو اپنے قریب کر لے اور اپنی صحبت میں بٹھائے۔ کیونکہ یہ ایک دائمی حقیقت ہے کہ وہ لوگ جو اچھے انسان ہوں وہ اچھی صحبت کو پسند کرتے ہیں اور اگر پتہ چلے کہ کوئی شریر انسان ان کی صحبت میں رہتا ہے تو اس کو دور کر دیتے ہیں۔ پس اللہ تو ہر بات کا عالم ہے، ہر بات سے واقف ہے، ہر چیز سے باخبر ہے وہ ایسے انسان کو جو اخلاقاً بد ہو اس کو اپنے قریب نہیں بٹھاتا، اپنے قریب نہیں کرتا۔ تو اخلاق کو آپ سمجھتے ہیں معمولی بات ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ اخلاق باخدا ہونے کے لئے بنیادی شرط ہے اس کے بغیر انسان خدا والا ہو نہیں سکتا۔ اور دوسری بنیادی شرط یہ ہے کہ جو خدا والا ہو وہ لازماً بااخلاق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خدا والا کون ہوگا؟ قرآن کریم کی اس آیت نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں لکھی اور جس کی تشریح سے متعلق میں اب آپ سے مخاطب ہوں متطھرین کو بیان کیا ہے کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ تو متطھرین تو وہ ہیں جو ہر عیب سے ہمہ وقت پاک ہونے کے لئے کوشش کرتے رہتے ہیں اور جب ہر عیب سے ہمہ وقت پاک ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قریب تر ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا ہی کی صفت ہے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔

پس مرکزی نکتہ اس آیت کے پیغام کا یہی ہے کہ جو اللہ جیسا ہونے کی کوشش کرتے ہیں، متطھرین کا مطلب ہے، کیونکہ پاک صرف اللہ کی ذات ہے اس لئے جو متطھر ہے وہ خدا کی صفات اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور جب خدا کی صفات اپنا لیتا ہے تو دنیا کے لحاظ سے بھی ایک کامل بااخلاق انسان بن کر واپس دنیا کی طرف لوٹتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنا کر وہ دنیا کی طرف لوٹے اور بداخلاق ہو۔ پس دونوں پہلوؤں سے ایک انسان اپنے نفس کو پہچان سکتا ہے۔ اور یہ جو پہچاننے کا وقت ہے اس کی طرف میں آپ کو متوجہ کر رہا ہوں کہ کوئی لمبا وقت نہیں ہے، زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، ہمہ وقت موت سر پر لٹکی رہتی ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو شادیوں میں شرکت کے لئے جاتے ہیں اور پہنچنے سے پہلے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض کو اندر اندر بیماریاں کھا رہی ہیں اور پتہ اس وقت چلتا ہے جب کہ بیماری گھیرا ڈال لیتی ہے اور بچنے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

تو ایسے حالات میں جب انسان کو خود اپنی موت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آئے اور کہاں سے آئے وہ اپنا مطمئن ہو کہ اپنے جاگنے کی فکر ہی کوئی نہ کرے بلکہ آنکھ کھلے تو پھر سو جائے پھر کبھی کوئی وقت کی آواز اسے جگائے تو پھر سو جائے ایسے انسانوں کی موت نیند ہی کی حالت میں ہو جاتی ہے اور ان پر قرآن کریم کی وہ آیت صادق آتی ہے کہ خدا تعالیٰ جب کسی انسان کو وفات دیتا ہے تو ایک تو نیند کی حالت ہے جس میں اس کی روح کو قبض کرتا ہے لیکن پھر اسے واپس کر دیتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جو نیند ہی کی حالت میں کھینچ لئے جاتے ہیں اور پھر ان کی واپسی، کوئی واپسی نہیں ہوتی، پس اسی کا نام موت ہے۔ وہ نیند اور موت کی باتیں قرآن کریم نے کی ہیں اس کو ہم عام طور پر ظاہری معنوں میں ہی دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد عام طور پر سونا اور عام طور پر جاگ کر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ لیکن فی الحقیقت اگر آپ ان آیات کریمہ پر دوبارہ غور کریں، گہری نظر سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انسانی غفلت کی حالت کا ایک بہت ہی عجیب نقشہ اس میں کھینچا گیا ہے۔ کتنے ہی آدمی ہیں جو غفلت کی حالت میں ایسے ہیں کہ گویا ان کی روح قبض ہونے کے قریب بیٹھی ہے اور کچھ ایسے ان میں سے ہیں جن کو خدا واپس کر دیتا ہے۔ یعنی دنیا میں بھیج کر ان کی آنکھیں کھولتا ہے اور وہ نیند کی حالت سے روشنی کی حالت کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ مگر بہت سے ایسے ہیں جو اسی حالت میں پھر وہ پوری طرح کھینچ لئے جاتے ہیں اور کبھی انہیں دوبارہ اس دنیا کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے تو کہتے ہیں ایک دفعہ ہمیں پھر بھیج۔ یہ جو ایک دفعہ پھر بھیجنے کا مضمون ہے یہ دراصل روزمرہ اس کے تجربے میں آتا ہے اور کوئی ایسا خیال نہیں جو عام انسانی تجربے کے برعکس دل میں پیدا ہوا ہے۔ ہمیشہ انسان یہی دیکھتا ہے سوتا ہے اور جاگ اٹھتا ہے، سوتا ہے اور جاگ اٹھتا ہے اور مذہبی دنیا میں جب وہ سوتا ہے اور نہیں جاگتا اس کو خیال نہیں آتا کہ میں تو عملاً ایک موت ہی کی شکل اختیار کر چکا ہوں۔ پس جاگنے کا وقت اب ہے جبکہ آپ اس دنیا کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔ جب ظاہری موت آپ کو دبوچ لے گی تو قرآن کہتا ہے کہ پھر آپ کے جاگنے کا وقت ختم ہو چکا ہوگا، پھر آپ خواہش بھی کریں گے کہ اے خدا ہمیں دوبارہ بھیج ہم پھر بیدار ہو کر تیرے احکام کی فرمانبرداری کریں اور ایک نئی زندگی اور پاکیزہ زندگی بنائیں تو ایسا ممکن نہیں ہوگا۔ تو موت جو ہر وقت لٹکی ہوئی ہے اس کو ہمیشہ بھلائے رکھنا اس سے بڑی بے وقوفی اور کیا ہو سکتی ہے۔

اور جیسا کہ میں بار بار آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں ہم میں سے بھاری اکثریت ان کی ہے جو احمدیت قبول کرنے کے باوجود غفلت کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اتنی لمبی تفصیل ہے ان باتوں کی جن میں سے ہر ایک بات کو دکھا دکھا کر ان کو توبہ کروانے کی ضرورت ہے کہ وہ کسی ایک خطبے میں بیان ہی نہیں ہو سکتی۔ روزمرہ کا ہمارا تجربہ ہے۔ اگر اپنا وجود دکھائی نہیں دیتا تو دوسرے وجود تو آپ کو دکھائی دیتے ہی ہیں اور یہ ایک ایسا مضمون ہے جس سے ہر انسان واقف ہے۔ چنانچہ ایک انسان کیسی ہی گندی زندگی بسر کر رہا ہو اگر اس سے کوئی دوسرا شخص بدسلوکی کرے تو اس کے سارے عیب اس کو اچانک دکھائی دے دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے تم تو ایسے ہو، تم تو ایسے ہو، تم نے تو خواہ مخواہ دین کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔ تم نے میرا پیسہ کھا لیا ہے، تم نے مجھ سے دھوکہ کیا، تم نے مجھ سے ناانصافی کا سلوک کیا۔ سارے عیوب اس کے اچانک دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اور دراصل یہ بھی اس کی اپنی غفلت ہی کی حالت ہے جس کی نشان دہی ہو رہی ہے۔ ایک انسان اگر ان کو عیوب سمجھتا ہے تو اپنے تعلقات میں پہلے کیوں ان کی طرف اس نے توجہ نہ کی۔

ایک آدمی نیک ہوتے ہوئے بھی اگر بد تھا تو اس کو اس نے برداشت کیا، اس کی پرواہ بھی نہیں تھی اس کو۔ لیکن جب اپنے معاملے میں بد ہوا تب ہوش آئی۔ تو دوسروں کی بدی دیکھنے کے لئے تو انسان کو اس طرح ہوش آتی ہے کہ وہ بدی اس کے خلاف کام کرے اور اگر اس کے خلاف کام نہ کرے تو ساری دنیا کے خلاف کام کرتی پھرے اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ایک آدمی دوسروں سے بدتمیزی کرتا ہے، لفنگے بازی کرتا ہے، شرارتیں، فساد اور پھر بھی بعض مجلسوں میں بیٹھا رہتا ہے اور قبول رہتا ہے اور جب اپنے خلاف کام کرے تو اچانک انسان اس کو دھتکار کر اپنی چوکھٹ سے دور کر دیتا ہے یا دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تو یہ جو غفلتوں کی حالتیں ہیں یہ اپنی ذات سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور دوسروں کی ذات سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور ایک لازمی جاری سلسلہ ہے۔ ایک تو موت کے پہلو سے جلدی ہے دوسرے صدی کے لحاظ سے مجھے بہت جلدی ہے اور **میں اس معاملے میں سخت بے قرار ہوں کہ کسی طرح جماعت اٹھ کھڑی ہو، بیدار ہو جائے کیوں کہ ہماری صدی گزرنے میں بہت تھوڑا وقت باقی ہے اور ایسی نئی صدی میں ہم نے داخل ہونا ہے جب کہ ساری دنیا کی ذمہ داریاں ہم پر پہلے سے بہت زیادہ ڈالی جائیں گی اور یہ ذمہ داریاں کئی طرح سے پہلے سے زیادہ ہونگی۔** اول یہ کہ ہر صدی کے موڑ پر خدا تعالیٰ نے ایک انقلاب برپا کر رکھا ہے۔ وہ انقلاب تو نظر آتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس انقلاب کے تقاضے ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں اور جو خدا تعالیٰ نے اسلام کی تائید میں ہوائیں چلائی ہیں ان سے پورا فائدہ اٹھانا ہے، اپنی صلاحیتوں کے بادبان کھولنے ہیں، ان کا رخ ایسا کرنا ہے کہ وہ ہوائیں ان میں بھر کر انہیں بڑی تیزی سے آگے بڑھائیں۔ اور اس صدی کے اختتام میں تین سال بمشکل باقی ہیں۔ اس لئے **ایک تو یہ فکر کی بات ہے کہ ہم اس صدی کے اختتام تک کیا واقعی نئی آنے والی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے اہل ہو چکے ہونگے۔**

ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے اور تیزی کے ساتھ انقلاب برپا ہو رہا ہے وہاں اس انقلاب کے اپنے جو تقاضے ہیں ان کو وہ کیسے پورا کر سکتے ہیں۔ دیکھو ایک آدمی اگر کسی ایک شخص کو مسلمان بنالے تو اس کو اپنے ساتھ لگا کر اپنے پروں کے نیچے رکھ کر ان کی تربیت کرنا بھی ایک بڑا کام ہے اور بہت کم ہیں جو اس کام کو جیسا کہ حق ہے ادا کرتے ہیں۔ بیعت کروالی اور سمجھ لیا کہ مقصد حل ہو گیا حالانکہ بیعت کے ساتھ مقصد حاصل کرنے کا آغاز ہوتا ہے نہ کہ مقصد حاصل ہونا۔ بیعت تو اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتی کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا یعنی جماعت احمدیہ کی پناہ میں آگیا اور کہا اب مجھ پر جو عمل کرنا ہے کرو، جیسا مجھے بنانا چاہتے ہو بنالو۔ اور اگر آپ بیعت ہی کو انجام سمجھیں اور وہیں بات ختم کر دیں تو جیسا وہ تھا ویسا ہی رہے گا بلکہ جہاں وہ جائے گا وہاں بھی اپنے گردوپیش کو اپنے جیسا بنانا شروع کر دے گا۔ پس بجائے اس کے کہ اس کا آنا آپ کے لئے بابرکت ہو اس کا آنا بعض دفعہ نحوستوں کا موجب بن جاتا ہے۔ کیونکہ بہت سی بدرسموں میں مبتلا آتا ہے، بہت سی اندرونی بیماریوں کا شکار آتا ہے۔ اگر آپ نے فوری طور پر اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو ہرگز بعید نہیں کہ وہ اپنی بیماریاں اس نئے ماحول میں منتقل نہ کرے جس ماحول نے اسے اپنایا ہے۔

تو یہ جو تقاضے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا ان کو اگر میں گننا شروع کروں تو ایک دو چار خطبوں میں بھی ان کو پوری طرح آپ کے سامنے کھول کر بیان نہیں کر سکتا مگر باتیں ایسی ہیں جو بہت ہی پریشان کن ہیں اور طبیعت میں ہیجان پیدا کر دیتی ہیں۔ لگتا ہے تھوڑا وقت ہے اور کام بے انتہا پڑا ہوا ہے۔ آخر کیا کرے انسان کہ ساری جماعت کو اس کام میں دین کی مدد کے لئے آمادہ کر سکے۔ اسی قسم کی بے چینی کا اظہار حضرت عیسیٰؑ نے اس طرح کیا تھا کہ اعلان کیا ﴿من انصاری الی اللہ﴾ اور قرآن کریم نے جو اس ایک فقرے کو محفوظ فرمایا ہے یہ صاف بتا رہا ہے کہ حضرت مسیح کے دل میں شدید بے قراری پیدا ہوئی تھی اور اپنے آپ کو بے یار و مددگار پایا، چند کے سوا کسی نے ان کی تائید کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس وقت آپ نے یہ اعلان کیا ﴿من انصاری الی اللہ﴾ کون ہے جو اللہ کی خاطر میری مدد کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے اس آواز پر لبیک کہنے والے کچھ ضرور پیدا ہوئے اور وہ لبیک کہنے والے شروع میں تھوڑے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خلوص کو قبول فرمایا ﴿فاصبحوا ظاھرین﴾ وہ جو تھوڑے تھے وہ غالب آگئے۔ یہ تاریخ ہے ساری عیسائیت کے غلبے کی اور اس غلبے کے آغاز کی۔ اور اس کا آغاز کیسے، کس جگہ سے شروع ہوا؟ عیسائیت کے غلبے کا آغاز حضرت مسیح کے دل سے ہوا ہے اور دل کی اس بے قراری سے ہوا ہے جس کا اظہار قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کی صورت میں ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمالیا ﴿من انصاری الی اللہ﴾۔ ہے کون جو خدا کے نام پر میری مدد فرمائے، خدا کے کام کے لئے میری مدد کو آگے آئے تو یہی وہ آواز ہے جو اس دور کے مسیح نے بھی دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی آواز کو دوبارہ اٹھایا ہے لیکن کام اس سے بہت زیادہ ہے جتنا مسیح اول کو درپیش تھا۔ مسیح اول کے سپرد تو بنی اسرائیل کی بدیوں کو دور کرنا تھا اور بنی اسرائیل کی محدود ضرورتوں کو پورا کرنا تھا مگر مسیح محمدی کا کام تو سارے جہان میں پھیلا پڑا ہے۔ اور بدیوں نے جس جس طرح سر اٹھایا ہے اور جس نئے رنگ میں ظاہر ہوئی ہیں وہ اتنی زیادہ اور اتنے خوفناک انداز کے ساتھ اٹھی ہیں کہ ایک ایک ملک کو بدیوں نے غرق کر دیا گیا ہے اپنے طوفان اور اپنے سیلاب میں۔ آپ جو ہالینڈ میں بستے ہیں ہالینڈ کے گردوپیش کا جائزہ لیں اور ہالینڈ کے شہروں میں جو بدیاں ہر روز ہو رہی ہیں، جس طرح قوم کا مزاج بگڑ رہا ہے، جس طرح یہ مزاج بگڑتے بگڑتے اب ایک عوامی شناخت اختیار کر گیا ہے یعنی قوم ان بدیوں کو برا نہیں دیکھ رہی اور ان کی طرف بڑھنے کو اور ان کو ٹیلی ویژن پر اور اپنے نیوز میڈیا کے ذریعے دنیا کو دکھانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی اور ہر قدم پہلے سے اور آگے اسی سمت میں بڑھ رہا ہے۔

پس ان سب کا رخ موڑنا اور انہیں اسلام کی طرف واپس لے کے آنا کیسے ممکن ہے اگر آپ خود توبہ کر کے متطھرین میں داخل نہ ہو چکے ہوں۔ تو دراصل کام بے انتہا زیادہ ہے اتنا کہ اس کا شمار ممکن نہیں مگر حل اس چھوٹی سی آیت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو اللہ کے دین کا ناصر بنانا چاہتا ہے، جو اعلان کرتا ہے کہ میں انصاری الی اللہ میں سے ہوں اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ توبہ کرے اور توبہ کر کے اپنی پہلی زندگی سے منہ موڑ لے اور ایسا منہ موڑے کہ پھر دوبارہ اس کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ اور یہ تب ممکن ہے کہ پاک ہونا چاہے اور پاک ہونے کی خواہش دل میں پیدا ہو جائے یعنی بدیوں کی خواہش کی بجائے نیکی کی خواہش پیدا ہو جائے اور انسان واقعۃً دل سے چاہے کہ وہ اچھا ہو جائے۔ ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یحب المتطھرین﴾ کہ اللہ تعالیٰ ایسے پاک ہونے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پس اللہ کی محبت جس قوم کو نصیب ہو جائے اس کی فتح ہی فتح ہے۔ جس سے خدا محبت کرنے لگے اس پر دنیا کی نفرتیں غالب آ ہی نہیں سکتیں۔

مگر ایسے ہیں تھوڑے اور ضرورت ہے کہ تیزی سے ان کی تعداد کو بڑھایا جائے۔ ہالینڈ ہی کی مثال کو پھر لیتے ہیں کیونکہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ اس مضمون کو ہالینڈ کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھوں گا۔ ایک لمبے عرصے سے میں یہاں تحریک کر رہا ہوں کہ تبلیغ کرو اور تبلیغ کے ذریعے روحانی اولاد پیدا کرو اور ایک لمبے عرصے سے جب بھی آتا ہوں ہمیشہ بھاری دل سے آپ سے شکوہ کرتا ہوں کہ تبلیغ آپ نے کی تو ہوگی کیونکہ رپورٹوں میں کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے مگر عملاً اس کے پاکیزہ پھل مجھے نظر نہیں آرہے، جیسی جماعت پہلے تھی ویسی ہی ہے۔

جب پوچھا جائے کہ بتاؤ کتنی بڑھی ہے تو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیس یا چالیس یا پچاس کا اضافہ ہوا ہے۔ جب پوچھا جائے کہ وہ کیسے ہوا تو بتاتے ہیں کہ پاکستان سے ہجرت کر کے لوگ آئے ہیں۔ حالانکہ مجھے پاکستان سے ہجرت کرنے والوں کی نسبت ان لوگوں میں بہت زیادہ دلچسپی ہے جن کی ہجرت میں محمد رسول اللہ ﷺ نے دلچسپی ظاہر فرمائی اور وہ ہجرت بدوطن سے ہجرت کر کے نیک وطن میں داخل ہونا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کو جس ہجرت میں دلچسپی ہے اور ہمیشہ رہے گی کیونکہ آپ اس پہلو سے ایک زندہ نبی ہیں، آپ کی دلچسپیاں بھی قیامت تک زندہ رہیں گی اس پیمانے سے جب دیکھا جائے تو مجھے یہ بات بھلا کیا خوش کر سکتی ہے کہ اضافہ ہوا ہے ماشاء اللہ پاکستان سے بیس، تیس، چالیس، پچاس ہجرت کرنے والے یہاں آگئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جنہوں نے پاکستان سے ہجرت کی، یہاں آنے کے بعد ان کی ہجرت کس طرف ہے۔ اگر ان کے معصوم بچے یہاں کی تربیت حاصل کر کے، ان کی معصوم بچیاں ان کے ماحول میں مل جل کر وہ بے دین ہونے لگیں اور نفسی آزادی اور نفسانی خواہشات کی بے دھڑک پیروی کرنا ان کے نصیب میں لکھا جائے تو یہ ہجرت کیسی ہجرت ہے۔ یہ تو اچھے شہر سے برے شہر کی طرف ہجرت ہوگی اور آنحضرت ﷺ نے جس ہجرت کا ذکر فرمایا ہے وہ تو بالکل برعکس ہے۔

پس یہ وہ ہجرت ہے جس کے ذریعے تعداد بڑھنی چاہئے اور یہ ہجرت اندرونی طور پر بھی دکھائی دینی چاہئے اور بیرونی طور پر بھی دکھائی دینی چاہئے۔ اندرونی طور پر اس طرح کہ آپ میں ہر روز ایسے نوجوان، ایسے بوڑھے مرد اور عورتیں بلکہ بچے بھی پیدا ہوں جو اپنے اندر یہ پاک تبدیلی پیدا کریں، یہ عہد کر لیں ایک دن، جاگ اٹھیں۔ اپنی برائیوں کی فہرست بنائیں اور معلوم کریں کہ ان کی شکل ہے کیا۔ ایک وہ شکل ہے جو وہ دنیا کو دکھاتے ہیں باوجود کوشش کے پھر بھی اس کے سارے عیوب چھپا نہیں سکتے۔ لیکن ایک وہ شکل ہے جو اپنے اندر چھپائے بیٹھے ہیں وہ شکل اس سے بہت زیادہ بھیانک ہے جو دنیا دیکھ رہی ہے اور اس شکل کو دیکھے بغیر اس کے داغ دور کرنے کی طرف توجہ کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ اور سب سے زیادہ اس شکل کو دیکھنے والا خدا تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے جو ہر انسان کے اندرونہ کی تفصیل جانتا ہو وہ ایسی ایسی باریکیوں

کو بھی جانتا ہے، ایسے ہلکے داغوں کو بھی دیکھ رہا ہے جو خود انسان کی اپنی نظر میں ہی نہیں آسکتے۔ مگر خدا کے بعد اگر کوئی ہے تو ہر شخص خود ہے جو چاہے تو اپنے داغ دیکھ سکے مگر مصیبت ہے اور بہت بڑی مصیبت ہے کہ داغ دیکھ سکتا بھی ہے تو دیکھتا نہیں۔ اور اگر کوئی توجہ دلائے تو اس کے خلاف غصہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو اپنے داغ دیکھ تیرے اندر کتنے کتنے داغ ہیں خواہ اس نے نیکی اور بھلائی کی خاطر بات کی ہو مگر جب کسی کی کمزوری اس کو یاد دلائی جائے تو بڑے غصے سے بھڑک اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کون ہوتا ہے میرے معاملات میں دخل دینے والا، اپنا حال دیکھ۔ اور بسا اوقات جس کو کہتا ہے اپنا حال دیکھ نہ وہ اپنا حال دیکھتا ہے نہ یہ اپنا حال دیکھتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا میں نے بہت غور کیا ہے ان معاملات پر اور گہری نظر سے میں دیکھتا ہوں کہ اکثر نصیحت کرنے والے حقیقت میں نیک نیتی سے نہیں کرتے بلکہ جب ان کو کوئی غصہ ہو، جب ناراضگی ہو تب وہ دوسرے کو اس کی برائیاں دکھاتے ہیں اس سے پہلے خاموش بیٹھے رہتے ہیں اس لئے پہلا قدم ہی منحوس ہے۔ عورتوں کے معاملات میں تو خاص طور پر یہ بات صادق آتی ہے۔ بڑے گہرے تعلقات ہوتے ہیں اور ایک دوسری کی برائیاں جانتی ہیں بلکہ بعض دفعہ مبالغہ کر کے بھی دیکھ رہی ہوتی ہیں لیکن جب تک آپس میں اختلاف نہ ہو، جب تک کوئی انتقام نہ لینا ہو اس وقت تک وہ برائی بتاتی نہیں ہیں اور جب بتاتی ہیں تو غصے کی وجہ سے بتاتی ہیں جس سے اور غصہ پیدا ہوتا ہے۔ نفرت سے بتاتی ہیں جس کے پیٹ سے اور نفرت پیدا ہوتی ہے اور اسطرح بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کو اس کی کمزوریوں سے آگاہ کرنے میں مدد دینا، فائدہ پہنچائے الٹا نقصان پہنچا دیتا ہے۔

پس سب سے اچھا علاج یہ ہے کہ خود جاگیں کیونکہ اگر آپ جاگ کر اپنے آپ کو دیکھیں گے اور اپنے آپ کو بد کہیں گے تو اس کا غصہ کسی پر نہیں ٹوٹے گا۔ آپ کا نفس آپ کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا بلکہ صرف آپ ہیں جس کے سامنے آپ کا نفس سر جھکا سکتا ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کوئی نصیحت ممکن نہیں کہ توابین میں ہو جائیں۔ توابین سے مراد یہ نہیں ہے کہ لوگ ان کو توجہ دلا رہے ہوں۔ 'توابین' کا مطلب ہے وہ خود اپنے دل میں اپنی کمزوری کا ایک احساس بیدار کر لیں کہ اپنی کمزوری سے خود شرمندہ ہونے لگیں۔ اپنی بیماری کے احساس سے وہ دور بھاگنے لگیں اور اس گھبراہٹ میں وہ چاہیں کہ وہ ٹھیک ہو جائیں اور یہ مثال صرف روحانی بیماریوں میں نہیں، جسمانی بیماریوں میں بھی ہمیں اسی طرح دکھائی دیتی ہے۔ ایک انسان جس کے اندر کینسر پل رہا ہے بسا اوقات غفلت کی حالت میں رہتا ہے تو کینسر اس کو دکھائی بھی نہیں دیتا۔ اب جب میں یہاں آرہا تھا تو ایک دن پہلے مجھے ایک خاندان والے ملنے آئے اور اپنے ایک عزیز کے متعلق انہوں نے یہی بتایا کہ کینسر تھا لیکن ایک لمبے عرصے سے جس کو کینسر تھا اس کو پتہ ہی نہیں چلا۔ کیونکہ بعض دفعہ اگر شوگر کی بیماری یعنی ذیابیطس ہو تو درد کے احساس میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور وہ جو باریک ریشے نسوں کے درد کی کیفیت کو دماغ کی طرف منتقل کرتے ہیں ان کے اوپر شوگر یعنی میٹھا جم جم کے انہیں ماؤف کر دیتے ہیں۔ وہ ماؤف ہونے کی وجہ سے باوجود اس کے کہ تکلیف موجود ہے آگے اس کے دماغ کو اطلاع نہیں کرتے۔ چنانچہ جس مریض کی بات ہو رہی ہے اس کو بھی ذیابیطس تھی اور ڈاکٹروں کا یہی خیال ہے کہ اس وجہ سے وہ کینسر اندر اندر پھیلتا رہا ہے اور پتہ بھی نہیں لگا اور اب جو منزل پہنچ گئی وہ ایسی ہے کہ جس کے متعلق ڈاکٹروں نے ہاتھ کھینچ لئے ہی۔ انہوں نے کہا نہ دوا ممکن ہے نہ ہم تیار ہیں کسی قسم کی دوا کی کوشش کرنے کیلئے کیوں اب جو بھی ہم اصلاح کرنے کی کوشش کریں گے اس کی تکلیف میں اضافہ ہوگا۔

تو دیکھو توبہ کا وقت بعض دفعہ اس طرح گزر جاتا ہے کہ جن کو خدا تعالیٰ نے اصلاح کی صلاحیتیں بخشی ہوں وہ بھی ہاتھ اٹھا لیتے ہیں کہ ہم میں طاقت نہیں رہی۔ اور جو ذیابیطس ہے یہ کوئی جسمانی بیماری صرف نہیں بلکہ روحانی بیماری بھی یہی ہے۔ دنیا کے میٹھے کی چاٹ پڑ جانا اس ایسے انسان کو اپنے اندرونی کڑواہٹوں کے احساس سے بے خبر کر دیتا ہے۔ اور روحانی بیماریاں موجود ہیں مگر ان کا دکھ محسوس نہیں کرتا، جب وہ دکھ محسوس نہیں کرتا تو بسا اوقات وہی حال ہوتا ہے جو اس مریض کا ہوا جس کے متعلق اس کے عزیز گھبرائے ہوئے میرے پاس پہنچے کہ اب تو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہے کیا ہے لیکن ہم نے اصلاح کی کوشش بھی نہیں کرنی کیونکہ اب وقت گزر چکا ہے۔

تو پیشتر اس کے کہ وہ وقت گزر جائے جب کہ اس کی بیماریاں بالآخر سر اٹھائیں اور دکھائی دینے لگیں اور بہت طبیعت کو بری لگیں لیکن ان کی اصلاح کا وقت نہ ہو تو خواہ موت اچانک آجائے یا ایسے وقت میں بیدار ہو انسان کہ جب اصلاح کا وقت گزر چکا ہوتا ہے اس سے پہلے پہلے بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اپنے نفس کو خود پہچانیں اور خود اس کو پکڑیں کیونکہ بیرونی آواز کے خلاف آپ کو ضرور رد عمل ہوگا اور بہانے بنانا تو انسان کی فطرت میں ایسا داخل ہے کہ اگر یقین بھی ہو کہ سمجھانے والا خالصتاً نیک نیت سے سمجھا رہا ہو پھر بھی اس کو جواب میں یہی کہتے ہیں کہ جی آپ کو نہیں پتہ، ناانصافی ہو گئی ہے غلط رپورٹیں کرنے والوں نے آپ کو ہم سے بدظن کر دیا ہے۔ چنانچہ اکثر میرا یہی تجربہ ہے۔ بعض دفعہ کسی کے متعلق شکایتیں پہنچتی ہیں کہ یہ حال ہو گیا ہے اس کا، سوسائٹی اس سے بیزار بیٹھی ہے اس کو سمجھانے کی کوشش کریں تو جب سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے تو ان کے لمبے چوڑے خط آتے ہیں کہ آپ کو تو لوگوں نے یکطرفہ باتیں کر کے بہکا دیا ہے ہم تو ایسے نہیں۔ ہم تو بالکل صاف ستھرے اور پاک لوگ ہیں، صاف انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ساری سوسائٹی گواہ ہوتی ہے کہ وہ حد سے گزر چکے ہیں اب لیکن آدمی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو کیونکہ بعض دفعہ جھوٹ کا بھی انسان کو نہیں پتہ چلتا۔ اپنے دفاع میں واقعۃً انسان اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ جو سخت جھوٹا ہے اس کو بھی آپ جھوٹا کہیں تو بعض دفعہ ایسا ردعمل دکھاتا ہے کہ خون لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے، ہیں! تم کون ہوتے ہو مجھے جھوٹا کہنے والے یعنی وہ شخص جس کو ساری دنیا جھوٹا جانتی ہے اس کو اگر منہ پر کہہ دیا جائے کہ جھوٹا ہے تو اس کو برداشت نہیں کرتا۔

تو انسانی بیماریوں کا تو یہ حال ہے اور ہمیں پیدا کیا گیا ہے ان کو دور کرنے کے لئے، اس لئے جب میں مسلسل خطبات میں آپ کو توبہ کا مضمون سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں، بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو اکتائیں نہیں، مجھے معذور سمجھیں اس بات میں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا مضمون ہے جو آسانی کے ساتھ دل تک پہنچا نہیں کرتا۔ انسان سمجھتا ہے اچھا ہے مگر یہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کے حق میں اچھا ہے۔ جب اپنے اوپر بات آئے تو وہاں اس کی قبولیت کے دروازے بند ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور اگر کھولتا بھی ہے تو گھبراتا ہے کیونکہ اندھیروں میں رہتے رہتے روشنی بری لگنے لگتی ہے۔

پس اس لئے آپ دعائیں کریں اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور مرکزی دعا کا نکتہ وہی ہے جو سورہ فاتحہ کی مرکزی آیات ہیں اور ہر نماز میں آپ ان کی تلاوت کرتے ہیں۔ ان کو ہوش سے، کم سے کم ان کو تو ہوش سے پڑھیں ﴿ایاك نعبد و ایاك نستعین﴾ اے ہمارے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرنا چاہتے ہیں۔ فیصلہ کر لیا ہے کہ تیرے سوا اور کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ اور اتنا مشکل کام ہے، ایسا بڑا دعویٰ ہے کہ ﴿ایاك نستعین﴾ مدد بھی تجھ سے مانگتے ہیں۔ تو توفیق دے گا تو ہمیں یہ نصیب ہوگا ورنہ یہ نصیب ہو نہیں سکتا۔ پس اس انکسار کی حالت تک پہنچ کر اپنے آپ کو بالکل بے بس دیکھتے ہوئے اور جانتے ہوئے، یقین کرتے ہوئے پھر جب خدا تعالیٰ سے آپ یہ دعا کریں گے کہ ﴿ایاك نعبد و ایاك نستعین﴾ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں تو آپ کے اندر انقلاب برپا ہوگا اور وہ انقلاب ایسا نہیں ہوگا جو پھر دکھائی نہ دے کیونکہ جس کے اندر شعور جاگتا ہے اس کا جاگنا دنیا دیکھ لیا کرتی ہے۔

دیکھو نبیوں کا شعور جب جاگتا ہے تو کل عالم کو ہلا دیا کرتا ہے۔ قوموں کے اندر ایک ارتعاش پیدا کر دیتا ہے۔ پس وہ شعور جگائیں جس شعور کا جاگنا اسلام کے لئے لازم ہے۔ وہ شعور جگائیں جو عالمی انقلاب کے لئے ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کا جس طرح شعور جاگا اور ساری دنیا کی اصلاح کے لئے آپ بے قرار و بے چین ہو گئے اسی طرح اپنے شعور کو پہلے اپنی اصلاح پر تو آمادہ کریں۔ اپنے چھوٹے سے عالم کی جو آپ کے نفس کا عالم ہے جو آپ کے سینے کے اندر چھپا ہوا ہے، جو باہر دنیا کو دکھائی بھی نہیں دیتا جو آپ کے بازوؤں میں سمٹا ہوا ہے اس کو تو پہچانیں، اس کو تو دیکھیں، اس میں انقلاب پیدا کرنے کی تو تمنا دل میں پیدا کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر آپ چھپے ہوئے وجود نہیں رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرا بھی تو یہ حال تھا یعنی اور معنوں میں فرماتے ہیں مگر بات وہی ہے کہ مجھے تو کوئی جانتا نہیں تھا، میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہیں تھی۔ اور یہ بے بسی کے عالم میں نہیں بتا رہے انبیاء چاہتے ہیں کہ وہ نہ پہچانے جائیں۔ انبیاء جنہوں نے نبی بننا ہو وہ اپنی نیکیاں چھپاتے پھرتے ہیں جس طرح غیر نبی اپنی بدیاں چھپاتے پھرتے ہیں۔ مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب ان کو خدا تعالیٰ بیدار کرتا ہے بنی نوع انسان کی اصلاح کے لئے تو ان کا جاگنا ایک عالم کا جاگنا ہو جاتا ہے۔ ان کے دل کی بے قراری سب عالم کی بے قراری بن جاتی ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ پھر وہ چھپے رہیں۔

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

ملک قائم دین صاحب مرحوم

(ملک منظور احمد۔ نیویارک، امریکہ)

میرے والد ملک قائم دین رضائے الٰہی سے سوموار ۱۴ر اپریل ۱۹۹۷ء سوا نو بجے وفات پاگئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ پاکستان میں ہمارا تعلق راہوالی شوگر ملز ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ سے ہے۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ بیماری سے پہلے اباجان تہجد گزار تھے۔ ابوجان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادم تھے۔ ان کی زندگی ایک داعی الی اللہ کی زندگی تھی۔ ابوجان اپنے خاندان میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لائے۔ ۱۹۴۲ء کے قریب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور خلافت میں بیعت کی۔ ایک واقعہ ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے ابوجان امرتسر سے لاہور جانے والی بس پر کنڈکٹر تھے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری اڈے میں آئے، انہیں لاہور جانا تھا۔ اڈہ مالکان نے انہیں دفتر میں بٹھایا اور بتایا کہ ہمارے پاس ایک ملازم ہے جو احمدی (مرزائی) ہو گیا ہے۔ اتنی دیر میں ایک آدمی ابوجان کو بلا لایا۔ جب شاہ صاحب کو بتایا گیا کہ یہ ہیں جو احمدی ہو گئے ہیں۔ شاہ صاحب نے ابوجی کو دیکھتے ہی کہا کہ دیکھیں اس طرح کے سادہ لوح اور عام سے لوگ ہیں جو اس پنجابی نبی پر ایمان لائے ہیں۔ ابا جی نے بتایا کہ میرے کپڑے بھی کچھ میلے گندے سے تھے۔ ایک لمحے کے لئے میں گھبرا گیا بھی۔ دس بارہ آدمی بھی دفتر میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ دوسرے لمحے ہی میں نے شاہ صاحب سے کہا شاہ صاحب نبی اکرم ﷺ سے بھی تو رئیس مکہ یہی بات کہتے تھے کہ محمدؐ ہمارا دل تو چاہتا ہے تمہارے پاس بیٹھیں مگر جتنے غریب غرباء اور عام سے لوگ ہوتے ہیں ہر وقت آپ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔ ابوجان کی اتنی بات سنتے ہی شاہ صاحب کو جیسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا۔ ایک دم کہنے لگے دیکھا یہ کتنے ہوشیار ہوتے ہیں۔ رئیس مکہ کی بات کر کے ہمیں کفار مکہ کے ساتھ ملا دیا۔

ابوجان پیشہ کے لحاظ سے ایک ٹرک ڈرائیور تھے اور اپنا ٹرک بھی بنا لیا۔ ۱۹۸۴ء میں جب ضیاء الحق نے جماعت کے تبلیغ کے حق کو قابل سزا جرم بنا دیا۔ ایک دفعہ فیصل آباد سے جھنگ جاتے ہوئے کچھ مولوی لوگ شاپ پر نظر آئے۔ انہوں نے کوئی ۲۰، ۲۵ میل دور جانا تھا۔ اباجان نے انہیں ساتھ بٹھا لیا اور آہستہ آہستہ وفات مسیح پر گفتگو شروع کر دی۔ اور سارا راستہ گفتگو کرتے رہے۔ جب ان کا شاپ قریب آیا تو اباجان نے دریافت کیا کہ چونکہ احمدیوں کا اب گفتگو کرنا بھی جرم بن چکا ہے۔ آپ لوگ فیصل آباد حدود کے تھانے میں میرے خلاف ایف آئی آر درج کرائیں گے یا جھنگ تھانے میں۔ تو وہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے نہیں ڈرائیور صاحب ہم کسی تھانے میں بھی آپ کے خلاف رپورٹ درج نہیں کرائیں گے۔ ایک بات سمجھ میں آگئی ہے کہ احمدی تبلیغ سے رک نہیں سکتے۔

۱۹۷۴ء میں ہم سب بہن بھائی بہت سہمے ہوئے تھے، ڈرے ہوئے تھے ہمارے شہر گوجرانوالہ میں ۱۰ کے قریب آدمی شہید کر دئے گئے تھے اور جائیدادیں لوٹ کر مکانوں اور دوکانوں کو جلا دیا گیا تھا۔ ایسے حالات میں بھی اباجان کا کہنا تھا موت کے ڈر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا انکار نہیں کر سکتے۔

جلسے کے دنوں میں اگر راہوالی میں ہوتے تو سب احباب جماعت کو اطلاع کرتے کہ جلسہ سالانہ ربوہ جانے والے سب گھر آجائیں۔ اپنے ٹرک پر پرالی وغیرہ ڈال کر سب احباب کو ربوہ جلسہ سالانہ پر لے کر جاتے۔ کہیں بھی کسی جگہ پر بھی مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر شروع کرتے، ان کی سچائی کے دلائل دیتے۔ ہم بہن بھائی انہیں کہتے کہ آج کل لوگ تھانے رپورٹ کر دیتے ہیں، مقدمہ بنا دیتے ہیں۔ ان کا جواب ہوتا کہ خلیفہ وقت فرماتے ہیں ہر احمدی کو داعی الی اللہ بننا ہوگا۔ اور مجھے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

الفضل کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے۔ روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔

(ادارہ)

SATELLITE WAREHOUSE

MTV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر ۹

پس آپ جاگیں تو اس طرح جاگیں کہ ہالینڈ ساتھ جاگ اٹھے، آپ پس آپ جاگیں تو اس طرح جاگیں کہ آپ کا گردوپیش، آپ کا ماحول جاگ اٹھے، آپ کے گھر والے جاگیں، آپ کے بچے جاگیں۔ اور ان کے اندر ایسی پاک اور نیک تبدیلیاں پیدا ہوں کہ وہ دیکھنے والوں کو دکھائی دیں۔ جب تک وہ تبدیلیاں آپ کے اندر پیدا نہیں ہوتیں اس قوم کی تقدیر بدل نہیں سکتی۔ یہ قوم سوئی رہے گی اور آپ بھی سوئے رہیں گے اور اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف واپس جائیں گے کہ اپنی کوئی ذمہ داری ادا نہیں کر سکیں گے تو ایک بہت بڑا خطرے کا مقام ہے جس کو میں آپ کو دکھا رہا ہوں، بہت بڑا خطرے کا الارم ہے جو میں بجا رہا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں اور بار بار متنبہ کرتا ہوں کہ اپنے اندرونی انسان کو جگائیں جو سویا پڑا ہے۔ اس کے جاگنے کے ساتھ

بقیہ: زخم تازہ کر گئی یاد جانے قادیاں

سعادت نصیب ہوئی ہے انکے بھی یہی جذبات ہیں۔ جن احباب کو وہاں قیام کا موقعہ تو نہ مل سکا لیکن جلسہ سالانہ پر چند یوم کے لئے جاتے ہیں، ان کے دل بھی یہی گواہی دیتے ہیں جو میرے دل نے دی تھی۔ ۱۹۷۸ء کے سالانہ جلسہ پر ایک مالاباری دوست بھی اس دور دراز علاقہ سے دیارِ حبیب میں حاضر ہوئے۔ اردو زبان سے نا آشنا، میں نے ان کی آنکھیں اشکبار دیکھیں۔ سبب دریافت کیا تو اس مخلص دوست نے ٹوٹی پھوٹی زبان میں بیان کیا کہ یہ میری انتہائی خوش بختی اور خوش نصیبی ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولد و مسکن میں حاضر ہوا ہوں۔ یہاں کے درو دیوار میں بھی مجھے برکت ہی برکت نظر آتی ہے۔ مالاباری دوست کے جذبات کا اظہار کسی شاعر نے اس طرح کیا ہے

گزرے ہیں ہر اک راہ سے اس نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اسی راہ گزر سے

مکرم مصلح الدین صاحب بنگالی ایم۔اے پرنسپل اسلامیہ کالج چٹاگانگ میرے زمانہ کالج کے دوست ہیں۔ گزشتہ دنوں انہیں تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ قادیان جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ میرے نام اپنے خط میں رقمطراز ہیں:

"یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد اس نے ارض مقدس قادیان کی زیارت کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک ...... وہاں مجھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ زندگی کے بہترین لمحات تھے جو وہاں میں نے گزارے، دنیا کے آلام و فکر سے دور، آستانہ الٰہی پر سربسجود ...... وہاں کے درودیوار اب بھی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس روحانی ماحول کے تصور سے ہی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور طبیعت پر ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ زندگی کے بقیہ ایام بھی دیارِ محبوب میں گزار دوں......"

(۸) اس زمانہ میں قادیان کی برکات کے شمار کا یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ سب سے بڑی برکت حضرت المصلح الموعودؓ کی ذات والا صفات تھی۔ بعد نماز مغرب مجلس علم و عرفان کی یاد اب بھی دل میں حرارت پیدا کر دیتی ہے۔ ہر کوئی اپنے اپنے ظرف اور علم کے مطابق اس سمندر بے کراں سے موتی چنتا، بڑوں کی تو بات ہی الگ ہے، بچے بھی اپنے رنگ میں مستفید ہوتے۔ روزانہ نئے سے نیا مضمون اچھوتے انداز میں۔ طرز بیان بہت ہی سادہ، زبان صاف ستھری اور آسان، ہر بات دل میں اتر جاتی تھی۔ اکثر لٹریچر کے امتحانات میں ایک لمبا مضمون دے دیا جاتا ہے اور سوال ہوتا ہے کہ دو سطروں میں اس مضمون کا خلاصہ تحریر کرو۔ حضرت المصلح الموعودؓ کی سوانح حیات اگر ایک ہزار صفحات میں تحریر کی جائے اور اس کا خلاصہ بیان کرنا مقصود ہو تو یہ خدائی سرٹیفیکیٹ کافی ہے کان اللہ نزل من السماء۔

حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحبؓ کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ان کے کمرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو آویزاں تھا اور اس کے نیچے انہوں نے یہ شعر لکھ دیا تھا

یوں تو ساقی ہر طرح کی تیرے میخانے میں ہے
پر یہ تھوڑی سی جوان آنکھوں کے میخانے میں ہے

حضرت المصلح الموعودؓ جو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہی نظیر تھے، کا زمانہ یاد کرنے والوں کی بھی اب یہی حالت ہے۔ اور وہ آپ کی تصویر دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں اور مذکورہ شعر گنگناتے ہیں۔!!

غرضکہ جس نے بھی چند یوم اس پاک بستی میں گزارے ہیں خواہ وہ کسی علاقے اور ملک کا رہنے والا ہو۔ وہ "ثمّ قادیانی" ہو جاتا ہے اور حضرت المصلح الموعودؓ کی اقتداء میں

خیال رہتا ہے ہمیشہ اس مقام پاک کا
سوتے سوتے بھی یہ کہہ اٹھتا ہوں ہائے قادیاں

(بشکریہ ہفت روزہ "بدر" قادیان۔ ۱۷ تا ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء۔ مرسلہ: شکیلہ اختر کلکتہ)

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئیے

ایک جسٹس ریٹائرڈ کے آئینی مغالطے

تبصرہ: مجیب الرحمان ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

ہفت روزہ "آواز انٹرنیشنل" لندن کے ۲۵ر اپریل ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمون مکمل حوالوں کے ساتھ قارئین الفضل انٹرنیشنل کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

روزنامہ نوائے وقت کی ۲۲ دسمبر ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں پاکستان کے آئین اور غیر مسلم جج صاحبان کے عنوان سے جناب محمد رفیق تارڑ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جناب رفیق تارڑ کے نام کے ساتھ "جسٹس ریٹائرڈ" کا جو لاحقہ جڑا ہوا ہے اس کی وجہ سے زیر نظر مضمون عوام الناس کی نظر میں مستند اور معتبر ٹھہرے گا۔ حالانکہ مضمون کے مندرجات میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے حوالے سے غیر مسلم جج صاحبان کے بارہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ آئینی اور قانونی پہلوؤں سے محل نظر ہے۔ مضمون میں جگہ جگہ تضاد اور غلطیاں موجود ہیں۔ دستور کے آرٹیکل ۲۷، آرٹیکل ۹۴، آرٹیکل ۱۰۶ اور آرٹیکل ۲۶۰ کو یکجائی طور پر نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی ان کے باہمی ربط اور مضمرات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس لئے ریکارڈ کی درستی کے لئے اور آئین کی حقیقی پوزیشن واضح کرنے کے لئے چند گزارشات ضروری ہیں۔

راقم الحروف کو کسی فریق کے مذہبی عقیدے یا سیاسی مسلک سے اس وقت بحث نہیں۔ احمدی حضرات کے عقائد گزشتہ سو سال سے فریقین کے درمیان زیر بحث ہیں اور فی الوقت احمدی عقائد کے بارے میں یکطرفہ طور پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ لہذا مجلس احرار کے سیاسی مسلک رکھنے والے حضرات یا دیگر علماء کی منافرت انگیز مہم پر تبصرہ کرنا اس مضمون میں پیش نظر نہیں۔ البتہ اس حوالے سے جو کچھ لکھا گیا اس پر خالصتاً ایک معروضی بحث آئین اور قانون کے نکتہ نظر سے مقصود ہے۔

جناب تارڑ کے مضمون کی بنیاد یہ ہے کہ "جسٹس خلیل الرحمان صاحب نے ایک قادیانی سیشن جج کی سفارش نہ کر کے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ دینی حمیت کا ثبوت دیا ہے"۔

جسٹس خلیل الرحمٰن کے سفارش کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ چیف جسٹس اور دیگر متعلقہ آئینی اداروں کے درمیان ایک مراسلت کا درجہ رکھتا ہے۔ پہلی بات جو حیرت کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ اسے پبلک میں لانے کا جواز کیا تھا اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔ ایک چیف جسٹس نے ایک جج کی سفارش کی یا نہیں کی معاملہ فائلوں کے اندر محفوظ ہو گیا۔ اسے پبلک میں لانے کا ذمہ دار کون ہے اور کیوں؟ اور کیا ان وجوہات کو پبلک میں لانا ۲۰ر مارچ ۱۹۹۶ء کے فیصلے کی روح سے مطابقت رکھتا ہے۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں جو سفارشات کی جاتی ہیں ان کو اخبارات میں اچھالنا یا اپنے ہر فعل کے لئے قادیانی مسئلہ کو ترپ کے پتے کے طور پر استعمال کرنے کی روایت کو فروغ دینا کیا ایک صحت مند روایت ہے؟

جناب تارڑ نے چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ جناب جسٹس اعجاز نثار اور چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس سجاد علی شاہ کا نام استعمال کر کے بھی عدلیہ کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔ ان سے گویا یہ اپیل کی گئی ہے کہ قوم کی احمدیوں کے بارے میں ان سے کیا توقعات ہیں۔ جج صاحبان سے کسی طبقہ کے بارے میں کوئی توقعات وابستہ کرنا اور ان کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مشتہر کرنا عدالتی فرائض میں دخل اندازی کے مترادف ہے اور کسی ریٹائرڈ جج کو اس امر کی یاددہانی کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے کہ ججوں سے گروہی طبقاتی یا کسی بھی بنیاد پر کوئی توقع وابستہ کر کے اس کا اخبارات میں پرچار کرنا عدالت کو زیر اثر لانے کی ایک ناروا کوشش گردانا جا سکتا ہے۔ اگر تو مضمون لکھنے کی غرض عوام میں یہ تاثر پیدا کرنا ہے کہ جو مطالبہ جناب تارڑ فرما رہے ہیں وہ آئین کے تقاضا ہے تو جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو جائے گا یہ سراسر غلط اور گمراہ کن تاثر ہے۔ موصوف کے زیر نظر مضمون سے یہ بات واضح ہے کہ وہ احمدیوں کے باب میں خود آئین سے انحراف کر کے آئین سے ماوراء اور مستزاد کسی شے کے خواہش مند ہیں۔ جناب رفیق تارڑ لکھتے ہیں:

"صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے جب کہ کسی غیر مسلم کے جج مقرر ہونے میں کوئی امر مانع نہیں"۔ اس فقرہ کے بعد وہ لکھتے ہیں "البتہ لاہوری یا قادیانی (مرزائی) مذہب کے پیروکاروں کا معاملہ ذرا مختلف نوعیت رکھتا ہے"۔

یہ ذرا مختلف نوعیت رکھنے کا معاملہ آئین کی کون سی دفعہ کے تحت اٹھایا گیا ہے اس امر کی جناب تارڑ نے کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔ ظاہر ہے یہ خالصتاً ان کی اپنی سوچ اور ذہنی اختراع کا نتیجہ ہے جو ان کی خواہش تو ہو سکتا ہے اسے آئین کی کوئی سند اور تائید حاصل نہیں۔ استدلال موصوف کا یہ ہے کہ (احمدی) آرٹیکل ۲۶۰ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنے کو تیار نہیں اس لئے "کسی مرزائی کا حلف کہ وہ پاکستان کے آئین کا تحفظ اور دفاع کرے گا قابل اعتبار نہیں ہو سکتا" اور مشورہ جناب تارڑ کا یہ ہے کہ:

"ہائیکورٹوں کے چیف جسٹس اپنے ماتحت قادیانی ججوں سے اس امر کا حلف نامہ کہ وہ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ کے مطابق اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرتے ہیں طلب کر کے دیکھ لیں۔ کون آئین کا پابند ہے اور کون منحرف۔ جو اپنے آپ کو آئین کے مطابق غیر مسلم تسلیم کر لیں آبادی کے تناسب سے تمام حقوق دیئے جائیں"۔

"آئین پاکستان کے آرٹیکل ۱۹۴ کے تحت جج صاحبان کے لئے ایک حلف نامہ آئین کا تقاضا ہے۔ آرٹیکل ۱۹۴ کے الفاظ یہ ہیں:

194- Before entering upon office, the Chief Justice of a High Court shall make before the Governor, and any other judge of the Courts shall make before the Chief Justice, oath in the form set out in the third schedule.

اس آرٹیکل کے تحت جدول سوم میں جو حلف آئین نے مقرر کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

In the name of Allah the most Bneficent, the most Merciful.

I ...., do solemnly swear that I will bear true faith and allegiance to Pakistan.

That, as Chief Justice of Pakistan (or a judge of the Supreme Court of Pakistan, or Chief Justice or a Judge of the High Court for the Province or Provinces of ......) I will discharge my duties, and perform my functions, honestly, to the best of my ability and faithfully in accordance with the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and the Law;

That I will abide by the code of conduct issued by the Supreme Judicial Council:

That I will not allow my personal interest to iinfluence my official conduct or my official decisions:

That I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:

And that, in all circumstances, I will do right to all manner of people, according to Law, without fear or favour,affection or ill-will.

(May Allah Almighty help and guide me. A'meen)

جناب تارڑ کا یہ فرمانا کہ احمدی جج صاحبان سے اس سے مستزاد کوئی حلف لیا جائے آئین سے انحراف ہے۔ اس کے لئے آئین میں قطعاً کوئی گنجائش موجود نہیں۔ یہ حلف جج صاحبان میں امتیاز پیدا کر دے گا۔ غیر مسلم جج صاحبان سے علیحدہ کوئی حلف لینے کی کوئی آئینی وجہ نہ ہے نہ ہی عقلی اور منطقی طور پر اس کی کوئی گنجائش ہے۔ یقین نہیں آتا کہ اس قسم کی تجاویز ایک جسٹس ریٹائرڈ کے قلم سے نکلی ہوں کیونکہ جسٹس ریٹائرڈ اپنے عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنے علم اور تجربہ سے دستبردار اور ریٹائر نہیں ہو جاتا۔ موصوف کو خوب معلوم ہے کہ آئین سے ماورا کسی حلف کا مطالبہ خود موصوف کی اپنی آئین کے ساتھ وابستگی کے معاملہ کو محل نظر ٹھہراتا ہے۔ جمعیت احرار یا علماء کرام اپنے مذہبی تعصب کی بناء پر اور عوام الناس کا دل خوش کرنے کے لئے سٹیج پر جو کچھ بھی کہیں ایک قانونی بحث میں ایسی باتوں کی کوئی گنجائش نہیں جن کی کوئی سند متعلقہ آئینی دستاویزات میں موجود نہ ہو۔

دوسری بات جو موصوف نے تحریر کی وہ یہ ہے کہ آئین سے باہر اور بالا مجوزہ حلف کے بغیر "کسی مرزائی جج کا حلف قابل اعتبار نہیں ٹھہرتا" کسی کے حلف کے قابل اعتبار نہ ٹھہرنے کی بات بھی ایک مفروضہ ہے جس کی قانون میں کوئی گنجائش نہیں اور اس کی کوئی معروضی وجہ بھی نہیں۔ آئین کا تحفظ محض حلف اٹھانے سے وابستہ نہیں حلف اٹھانے والے کی عظمت کردار اور اس کی دیانت سے وابستہ ہے۔ جن احمدی جج صاحب کی ہائی کورٹ میں تعیناتی نہ کرنے کی سفارش کے ضمن میں یہ بحث اٹھائی گئی ہے ان کی شہرت نیک نہ ہوتی اور جناب چیف جسٹس اس بناء پر ان کی سفارش نہ کرتے تو اور بات تھی مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ متعلقہ سیشن جج نیک شہرت کے حامل تھے اور واحد وجہ ان کی تعیناتی کی سفارش نہ کرنے کی یہ تھی کہ وہ احمدی ہیں۔ جناب تارڑ کو یہ بات خوب پسند آئی ہے۔ اگر متعلقہ جج کی شہرت نیک نہ ہوتی اور ان کی سفارش کر دی جاتی تو جناب تارڑ کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ ایسی تعیناتیاں جب کی گئیں (اور ہماری عدلیہ کی تاریخ اور ۲۰ر مارچ ۱۹۹۶ء کا سپریم کورٹ کا فیصلہ شاہد ہے کہ ایسی تعیناتیاں کی گئیں) اس وقت جناب تارڑ یا ان کے ہم نواؤں کی رگ انصاف نہیں پھڑکی۔

جناب رفیق تارڑ نے اپنے زور بیان میں یہ فقرہ بھی لکھ ڈالا کہ **"آئین کے آرٹیکل (a) (3) 260 کی رو سے احمدی حضرات "ازلی ابدی" غیر مسلم قرار دے دیئے گئے ہیں۔** یہ فقرہ صاحب مضمون کے زور قلم سے زیادہ ان کی علمی کم مائیگی پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صاحب مضمون کو نہ ازلی کے معنی معلوم ہیں اور نہ ابدی کے۔ ازلی اور ابدی صرف خدا کی ذات ہے یا اس کے بعد اس کا کلام۔ آئین پاکستان کی اپنی عمر چند سال ہے۔ اور مذکورہ ترمیم کی عمر اس سے بھی کم۔ یہ ازلی کیسے ٹھہری۔ رہا ابدی کا سوال تو قانون دان حضرات کے نزدیک دنیا کا کوئی بھی قانون یا آئین ابدی اس لئے نہیں ہوتا کہ اس میں ترمیم کی گنجائش خود آئین کے اندر مہیا کی جاتی ہے اور آئین کی شقیں ترمیم و تنسیخ کے ذریعہ بدلتی رہتی ہیں۔ جناب تارڑ کے نزدیک اور علماء کے نزدیک اگر آئین کی کوئی شق قرآن و سنت سے متصادم ہو تو اسے کالعدم قرار دے دیا جائے گا۔ آئین کی ایسی شق آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ پورے کا پورا آئین ہی نہ ازلی ہے نہ ابدی۔ آئین میں متعدد ترامیم تو معدودے چند سالوں کے عرصہ میں کی جا چکی ہیں لہذا کوئی بھی ترمیم ازلی اور ابدی کیسے ٹھہرتی ہے۔ ازلی یا ابدی کا زور قلم محض عوام کو گمراہ کرنے یا دل کا غبار نکالنے کا ذریعہ تو ہو سکتا ہے کوئی مستند بات نہیں اور محض کسی جسٹس ریٹائرڈ کے کہنے سے مستند نہیں ہو جائے گا۔ رہا آئینی ترمیم کا سوال تو خود اس آئینی ترمیم پر مزید ترمیم ایک فرد واحد کے ہاتھوں عمل میں آ چکی ہے۔ جو ترمیم ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں اسمبلی سے منظور کروائی گئی اس کے الفاظ یہ

تھے :

3): A person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be uopn him) the last of the Prophets or claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after Muhammad (Peace be upon him) or recognizes the claimant as a prophet or a religious reformer, is not a Muslim for the purpose of the Constitution or Law".

اس شق کو جنرل ضیاء الحق نے تبدیل کر کے یوں کر دیا :

(3) In the Constitution and all anactments and other legal instruments, unless there is anything repugnant in the subject or context,:

(a) " Muslim" means a person who believes in the unity and oneness of Almighty Allah in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon him), the last of the prophets, and does not believe in, or recognize as a prophet or religious reformer, any person who claimed or claims to be a prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (Peace be upon him) and,

(b) . "Non-Muslim" means a person who is not a Muslim and includes a person belonging to the Christian, Hindu, Sikh, Budhist or Parsi community, a person of the Qadiani group or the Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any other name) , or a Bahai, and a person belonging to any of the scheduled castes.

آئین کا آرٹیکل ۲۶۰ آئین میں مذکورہ الفاظ کی تعبیر اور تشریح کی خاطر بعض اصطلاحوں کی تعریف متعین کرتا ہے۔ اور ان تعریفات میں (3) 260 کا اضافہ کرتے ہوئے دوسری ترمیم کے ذریعہ جو تعریف مہیا کی گئی اس کے مطابق احمدی حضرات "آئین اور قانون کی اغراض سے" غیر مسلم قرار دیئے گئے۔

منشا صرف یہ ہے کہ جہاں آئین اور قانون میں مسلم کا لفظ کہیں آئے گا احمدیوں کو مسلم تصور نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً صدر اور وزیر اعظم کا مسلم شہری ہونا ضروری ہے اور اس تعریف کی رو سے احمدی مسلم تصور نہیں ہونگے اور وہ صدر یا وزیر اعظم نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح جہاں بھی کسی شہری کے حقوق اور فرائض بطور مسلم متعین ہونگے احمدی ان حقوق و فرائض میں شامل نہیں ہونگے۔ مثلاً اگر قانون مسلمانوں سے زکوٰۃ وضع کرنے کا تقاضہ کرتا ہے تو احمدیوں سے زکوٰۃ وضع نہیں کی جائے گی۔ علیٰ ھذا القیاس

ضیاء الحق نے یہ سمجھ کر کہ آئین کی دوسری ترمیم میں مہیا کی گئی تعریف بعض ایسی الجھنیں پیدا کرتی ہے جو عقید تابہت سے مسلمانوں کے لئے بھی قابل قبول نہیں اس میں مزید ترمیم آئین کی تیسری ترمیم کے ذریعہ کی۔ اس مزید ترمیم میں بھی گو مسلم اور غیر مسلم کی الگ الگ تعریفیں مقرر کی گئیں مگر آرٹیکل (3) 260 کے ابتدائیہ میں یہ شرط داخل ہے کہ :

"Unless there is anything repugnant in the subject or context"

گویا تعریف یہ ٹھہری کہ اگر سیاق و سباق میں کوئی امر مانع نہ ہو تو آئین قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلمان کی تعریف اور غیر مسلم کی تعریف وہ ہو گی جو اس شق میں مہیا کی گئی ہے۔

آئین کی ترمیم کی رو سے زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کسی جج کے ریکارڈ کے مطابق یا اپنے اقرار کے مطابق کوئی جج احمدی ہو تو اسے غیر مسلم سمجھا جائے۔ اور اگر جج کے لئے مسلمان ہونا شرط ہو تو وہ جج نہیں بن سکے گا۔ لیکن یہ بات کہ جسے غیر مسلم سمجھا جائے اس کے جج مقرر کرنے میں کوئی امر مانع نہیں اس کا اقرار جناب تارڑ خود کر چکے ہیں۔ آئین میں کوئی امر مانع نہیں تو آخر جناب تارڑ محض "جسٹس ریٹائرڈ" کے معتبر لاحقہ کے بل بوتے پر یہ بات عوام کے ذہن نشین کیوں کروانا چاہتے ہیں کہ محض احمدی ہونے کی وجہ سے کسی کی تعیناتی بطور جج آئین کے تحت نہیں ہو سکتی۔ جب کہ آئین کے آرٹیکل ۲۷ کے تحت ملازمتوں میں تعیناتی کے لئے مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جا سکتا۔ آرٹیکل کے الفاظ یہ ہیں :

27. (1) No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any auch appointment on the ground only of the race, religion, caste, sex, residenc of place of birth.

Provided that ....

Provided further that, ...

(2) ....

جناب تارڑ لکھتے ہیں :

"اب کسی مرزائی جج کی تقرری کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی اپنی آبادی کے تناسب سے زیادہ وصول کر چکے ہیں"۔

قانونی اور عدالتی حلقے اس بات سے خوب واقف ہیں کہ آبادی کے تناسب سے کوٹہ سسٹم کا کوئی تصور ججوں کی تعیناتی کے بارے میں آئین میں موجود نہیں۔ کوٹہ سسٹم کو ایک ناگزیر قباحت کے طور پر وقتی طور پر پسماندہ طبقوں، ملازمین یا پیشہ ورانہ کالجوں میں داخلوں کے سلسلہ میں اختیار کیا جاتا رہا۔ سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم پسماندہ علاقوں کی حوصلہ افزائی کے لئے وقتی طور پر روا رکھا گیا۔ مگر کبھی بھی اسے ایک صحت مند روایت نہیں سمجھا گیا اور جہاں جہاں اسے روا رکھا گیا اسے بتدریج ختم کرنے پر زور دیا جاتا رہا۔ حالیہ عدالتی فیصلے اس بات پر شاہد ہیں۔ لیکن کوٹہ جہاں بھی مقرر ہوا وہ آئین کے واضح الفاظ سے مقرر ہوا جیسے اسمبلی میں غیر مسلموں کے لئے نشستیں مختص کی گئیں۔ ججوں کی تعیناتی میں کوٹہ صرف جناب تارڑ کی ذہنی اختراع ہے۔ جج کے ضمن میں آبادی کے تناسب کا ذکر ہونا ایک لایعنی بات ہے۔ تناسب کا سوال عوامی نمائندگی سے تو ہو سکتا ہے انصاف کے عمل سے نہیں۔ کیا اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کسی گروہ یا طبقہ کے نمائندہ ہوتے ہیں یا ان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کیا جناب تارڑ کسی مخصوص طبقہ کے نمائندہ کے طور پر عدالت کے جج رہے ؟ جج اگر کسی کا نمائندہ ہو تو وہ جج نہیں رہتا فریق بن جاتا ہے۔ کیا جناب تارڑ اپنے عہدہ عدالت کے دوران کسی طبقہ کے خلاف فریق بن کر منصب عدالت پر فائز رہے ؟ کیا وہ دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ موجودہ جج صاحبان کسی طبقاتی لسانی یا مذہبی گروہ کی نمائندگی کرتے ہیں ؟ اگر ایسا ہے تو پھر اگر کوئی بھی طبقہ یا گروہ یہ کہے کہ اسے پاکستانی عدالتوں سے انصاف نہیں مل سکتا یا اس کے مقدمات کی سماعت کے لئے اس کے طبقہ یا گروہ کا جج مقرر کیا جائے تو جناب تارڑ کے پاس اس کا کیا جواب ہو گا ؟ جناب تارڑ قوم کو آخر کہاں تک تقسیم در تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب تارڑ نے گویا اپنی بھڑاس نکالنے کے لئے چلتے چلتے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارے میں بھی کچھ کہنا ضروری سمجھا حالانکہ مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا اور اس حد تک آگے نکل گئے ہیں کہ پاکستان کے ایک عظیم فرزند کو قادیانیوں کا "گرو گھنٹال" قرار دیا ہے۔ اس سے جناب تارڑ کے ذہنی، علمی یا آئینی قد و قامت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا البتہ پاکستان کے بیشمار سنجیدہ شہریوں کے سر شرمندگی سے جھک گئے ہیں۔ جناب رفیق تارڑ نے نشان امتیاز اور ستارہ پاکستان کی بھی توہین کی ہے جو پاکستان کے اعلیٰ ترین اعزازات ہیں۔ علوم کی قدر دان نسلیں ڈاکٹر عبدالسلام کو بیسویں صدی کے عظیم فرزندوں میں شمار کریں گی اور جناب رفیق تارڑ کی متعصب اور اپاہج لغت عبدالسلام کے قد و قامت میں کوئی کمی واقع نہیں کرے گی۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیر کی جو کوشش کی گئی ہے اس سے بیشمار پاکستانیوں کی دلآزاری ہوئی ہے اور بین الاقوامی طور پر پاکستانیوں کے سر ندامت سے جھک گئے ہیں اور اس موقع پر جسٹس منیر کا وہ فقرہ پھر آنکھوں کے سامنے گھوم گیا جو انہوں نے ظفر اللہ خان کے بارے میں مجلس احرار کے رویہ پر لکھا تھا کہ ان کے شرمناک ناشکرے پن سے ہمارے سر ندامت سے جھک گئے ہیں۔ جو قول انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام سے منسوب کیا اس کا غیر مستند ہونا اسی بات سے ظاہر ہے کہ خود صاحب مضمون نے ڈاکٹر صاحب کے مبینہ قول کو قوسین یا واوین میں نہیں لکھا۔ معروضی شواہد یہ ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے ایک عالمی اعزاز اپنی مادر وطن کی طرف منسوب کرنے کے نیک جذبے سے اس اعزاز کو جو کیمبرج کو جا سکتا تھا پاکستان کی طرف منسوب کرنے کی خاطر اپنا پاکستانی پاسپورٹ برقرار رکھا اور نوبل انعام کی تقریب میں خصوصی اجازت لے کر پاکستانی شلوار کرتا شیروانی اور پگڑی میں پاکستان کی مجسم تصویر بن کر مادر وطن کا نام روشن کیا۔ بے شمار پاکستانی اور تیسری دنیا کے سائنس دانوں کو بین الاقوامی اداروں میں سہولتیں پہنچائیں اور عالمی افق سے روشناس کرایا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے قدر دان پاکستان کی ہر درسگاہ، یونیورسٹی اور تعلیم یافتہ گھرانے کے اندر موجود ہیں۔

جناب رفیق تارڑ کے نوائے وقت میں اس تحقیر آمیز مضمون کے اگلے ہی روز یعنی ۲۳ ر دسمبر ۱۹۹۶ء کو The News میں جو مضمون پروفیسر خواجہ مسعود کا شائع ہوا رفیق تارڑ کے مضمون کی حیثیت واضح کرنے کے لئے اس میں کافی مواد موجود ہے جس میں پروفیسر موصوف نے لکھا ہے کہ بیسویں صدی نے جتنے عظیم سائنس دان پیدا کئے ہیں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ان میں سے ایک ہیں۔ اور یہ بیان کرنے کے بعد کہ انہوں نے دو لاکھ ڈالر سے زیادہ مالیت کے اپنے انعامات سائنس کی ترقی کے لئے خرچ کر دیئے یہ لکھا :

(۱) "وہ پاکستان سے اپنے دل و جان سے پیار کرتے تھے۔ جب انہیں کوئی بتاتا کہ وہ پاکستان سے آیا ہے تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہو جاتیں"۔

(۲) "جب انٹرنیشنل سنٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس کے قیام کا سوال اٹھا تو انہوں نے تمام دنیا کے ملکوں کے مقابلہ میں پاکستان کو ترجیح دی"۔

(۳) "حکومت پاکستان نے انکار کر دیا تو اٹلی کی حکومت نے آگے بڑھ کر اس پروجیکٹ کو چلانے کا ذمہ لے لیا۔ اس ادارہ کے پچیس سالہ قیام کے دوران صرف تیسری دنیا کے پچیس ہزار فزکس کے سائنس دانوں نے فائدہ اٹھایا"۔

(۴) جب یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے کے لئے دوڑ لگی ہوئی تھی اور پاکستان کے علم دشمن طبقوں کے دباؤ کی وجہ سے حکومت پاکستان نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نامزد نہ کیا حالانکہ ان کی کامیابی یقینی تھی تو "اٹلی کی حکومت نے اس عہدے کے لئے ڈاکٹر سلام کو اپنی طرف سے نامزد کرنے کی پیشکش کی لیکن اس کا یہ مطلب ہوتا کہ انہیں اپنی پاکستانی شہریت تبدیل کرنی پڑتی لیکن انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ صرف ایک پاکستانی کے طور پر زندہ رہنا اور مرنا چاہتے تھے"۔

ان حالات میں جناب رفیق تارڑ جسٹس ریٹائرڈ کا ڈاکٹر عبدالسلام کے بارہ میں انداز اندھے تعصب کی قابل افسوس مثال ہے۔

بدقسمتی سے وطن عزیز کے نیم خواندہ اور سہل انگار حلقوں میں یہ رسم چل نکلی ہے کہ ایک نہایت غیر مستند بے ہودہ اور لغویات کسی نام سے شائع کر دی جاتی ہے اور اس کے بعد طبع شدہ حرف کی حرمت اور تقدس کی آڑ میں وہ چھپا ہوا حرف آئندہ کے لئے مستقل حوالہ بن جاتا ہے اور کوئی نہیں پوچھتا کہ اصل بات کی سند اور ماخذ کیا ہے۔ اس قسم کی مہم میں کسی سنجیدہ اہل قلم کو شامل ہونا زیب نہیں دیتا۔ وطن عزیز پر مختلف النوع طالع آزماؤں کے ہاتھوں پہلے بھی کچھ کم افتاد نہیں پڑی اور پاکستان مخالف طاقتیں اب پاکستان کی وارث بن بیٹھی ہیں۔ آخر ہمارا سنجیدہ طبقہ کب تک ان طالع آزماؤں کے ہاتھوں یرغمال بنا رہے گا۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ منفی سوچ نے ہمارے بعض پڑھے لکھے ذہنوں کو بھی مسموم کر دیا ہے اور قانون اور آئین کی بات کرتے وقت بھی مستند حوالے پیش کرنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ یہ صورت حال اہل علم و دانش کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6,
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

(منیر احمد بانی۔ کلکتہ)

چند سال قبل ایک ماہوار ادبی رسالہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مدیر نے قارئین کو اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی دعوت دی تھی کہ وہ اپنی زندگی کے کس زمانہ کو بہترین سمجھتے ہیں؟ سوال بہت دلچسپ تھا اور جو جوابات موصول ہوئے وہ

"گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن"

کے مصداق تھے۔ آجکل کے معاشرہ اور ماحول کے مطابق اکثریت کے جوابات کا خلاصہ ان دو الفاظ میں سمویا جا سکتا ہے کہ "ہائے جوانی"۔ بعض سنجیدہ قارئین کی حتمی رائے یہ تھی کہ بڑھاپے کا زمانہ انسان کے لئے سرمایہ حیات ہے۔ یہ دور زندگی بھر کے تجربات سے مزین ہوتا ہے۔ شعور پختہ ہو جاتا ہے اور اسی زمانہ میں زندگی کے نشیب و فراز کا ادراک پیدا ہوتا ہے۔ دو ایک لکھنے والوں نے بچپن کی عمر کو "نعمت عظمیٰ" قرار دیا تھا۔ دلیل یہ تھی کہ

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم، یاس و الم، فکر و بلا کے سامنے

صرف طفلی کے زمانہ کو ہی مذکورہ شعر سے استثناء ہے اور اسی لئے عرف عام میں اسے بادشاہی زمانہ کہتے ہیں۔ لہٰذا ہماری تو اب یہی تمنا اور آرزو ہے کہ

بڑھاپے کی دانائیاں مجھ سے لے کر
لڑکپن کی نادانیوں سے بدل دے

رسالہ میں یہ مضمون پڑھ چکنے کے بعد میں نے اپنے دل سے جب یہ سوال کیا تو میرے دل نے بلا توقف جواب دیا کہ تیری زندگی کا جو عرصہ مامور زمانہ کی پاک بستی قادیان میں گزرا، وہی تیری عمر کے بہترین لحات اور تیرے لئے سرمایہ حیات ہیں۔ اس دلنشین اور پر لطف جواب سے میرے دل و دماغ پر یادوں کا طوفان سا امڈ آیا اور فلم کی ریل کی طرح ایک ایک کر کے گزرے ہوئے واقعات مجھے یاد آئے

گلشن احمد کے پھولوں کی اڑا لائی جو بو
زخم تازہ کر گئی بادِ صبائے قادیاں

چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں:

(۱) ۱۹۳۹ء کے سالانہ جلسہ پر جو کہ خلافتِ ثانیہ کا جوبلی جلسہ تھا والد صاحب مرحوم (میاں محمد صدیق صاحب بانی) کے ہمراہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ چند روز جلسہ کے بعد بھی قیام کیا۔ اس مختصر عرصہ میں ہی بچوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ والد صاحب نے عزم کر لیا کہ بال بچوں کو اس مقدس بستی میں رکھ کر تعلیم دلائی جائے اس فیصلہ پر عملدر آمد ۱۹۴۱ء میں ہو سکا۔ ان دنوں قادیان میں رہائش کے لئے الگ مکان مل جانا ایک "مسئلہ" تھا۔ بمشکل تمام محلہ دارالرحمت میں ایک مشترکہ مکان ملا۔ جس میں محترم مولوی سید عبدالحی صاحب (حال مبلغ انڈونیشیا) بمعہ اپنی والدہ اور بھائی بہنوں کے مقیم تھے۔ سید صاحب انتہائی محبت اور شفقت سے مسجد دارالرحمت میں نماز باجماعت کے لئے اپنے ہمراہ ہمیں لے جاتے۔ ایک روز نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ لے گئے، جب واپس گھر آئے تو اپنے چھوٹے بھائی اور خاکسار سے کہا کہ حضرت صاحب کے خطبہ کا خلاصہ سنائیں۔ ان کے بھائی نے تو کسی قدر خلاصہ بیان کیا لیکن میں اس غیر متوقع سوال کے لئے تیار نہ تھا مگر اس کا یہ عظیم فائدہ ہوا کہ اس کے بعد سے میں نے بہت توجہ اور انہماک سے حضور کے خطبات سنے۔ اب بھی جب تاریخ احمدیت کا مطالعہ کرتے کرتے وہ خطبات آتے ہیں جو کہ خود اپنے کانوں سے سنے ہوئے ہیں تو دل پر ایک رقت طاری ہو جاتی ہے، حضور المصلح الموعودؓ کا نورانی چہرہ نظروں کے سامنے آ جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضورؓ کی دلکش آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باوجود کوشش کے خطبات کی ان چند سطور سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں آتا، دل میں تمنا اور تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

(۲) تعلیم الاسلام ہائی سکول کی چوتھی جماعت میں داخلہ لیا۔ ماسٹر حسن محمد صاحبؓ، ماسٹر چراغ محمد صاحبؓ اور ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانیؒ ابتدائی کلاسوں میں ہمارے اساتذہ تھے۔ سراپا محبت و شفقت، بڑی کلاسوں میں سبھی اساتذہ کرام اپنے بچوں کی طرح محبت اور محنت سے اپنے شاگردوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے اور تعلیم سے زیادہ تربیت کا خیال رکھتے۔ جب سکول کی تعلیم مکمل کر کے عملی زندگی میں قدم رکھا اور باہر کی دنیا کے حالات کا مشاہدہ کیا تو اب یہ احساس ہوتا ہے کہ ایسا سکول اور ایسے مہربان و قابل اساتذہ خدا تعالیٰ کے عظیم انعامات تھے۔ مولوی تاج دین صاحبؓ، ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ناصرؓ (سابق مبلغ ہنگری)، صوفی محمد ابراہیم صاحبؓ، صوفی غلام محمد صاحب (حال ناظر بیت المال ربوہ)، چودھری عبدالرحمٰن صاحبؓ اور میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔اے حال مبلغ مقیم واشنگٹن۔ یہ ان ناموں میں سے چند ہیں جن کی محبت بھری یاد خاکسار کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ سکول میں اڑہائی بجے چھٹی ہوتی، گھروں میں جا کر کھانا وغیرہ کھاتے، عصر کے بعد ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ناصرؓ اپنے گھر پر کلاس لیتے۔ کسی قسم کی فیس یا ٹیوشن کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔اے مغرب کے بعد اپنے گھر پر انگریزی میں طلبہ کو مشق کرواتے۔ اکثر یہ کلاس رات ۱۱ بجے تک جاری رہتی۔ ہمارے یہ روحانی والدین اپنا فرض منصبی سمجھ کر بچوں کو پڑھاتے۔ اور یہ بات ان کا جزو ایمان تھی کہ ہمارے ان عزیزوں نے اسلام اور احمدیت کا سپاہی بننا ہے اور

جب گزر جائیں گے ہم ان پہ پڑے گا سب بار

اس لئے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر لحہ ہمارے اساتذہ کے مد نظر بچوں کی بھلائی اور بہبودی ہی ہوتی۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانیؒ نے چھٹی کلاس میں خاکسار کو تحریک کی کہ ابھی سے روزانہ ڈائری لکھنے کی عادت ڈالو۔ میں ان کی ہدایت کے مطابق اپنی ڈائری بک ان کی خدمت میں لے گیا۔ اس پر مجھے بہترین ماٹو لکھ کر دیا "آج کا منیر کل کے منیر سے بہتر ہو"۔ میاں محمد ابراہیم صاحب بی۔اے (خدا تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت دے) طلبہ کو تلقین فرماتے کہ کورس کی کتابوں کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالو اور روزانہ ایک انگریزی اور ایک اردو اخبار پڑھا کرو۔

حضرت مولوی تاج دین صاحبؓ کے کلاس میں بیان کردہ معرفت کے نکات اب تک از بر ہیں۔ جب صبح سکول شروع ہونے سے پہلے اسمبلی ہوتی تو تلاوت قرآن پاک کے بعد مولوی صاحب مرحومؓ بآواز بلند کوئی نہ کوئی دعا طلبہ کے ساتھ دہراتے۔ اس زمانہ کی یاد کروائی ہوئی ادعیتہ القرآن و ادعیتہ الرسول اب بھی یاد ہیں۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ ہمارے ہیڈ ماسٹر تھے۔ جن دوستوں کو انہیں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے انہوں نے گویا ایک ولی اللہ کا دیدار کر لیا۔ بہت ہی زاہد، عابد اور دعا گو شخصیت تھے۔ ان کے چہرہ پر ہمیشہ ایک خدا داد مسکراہٹ رہتی۔ سکول شروع ہونے سے قبل اسمبلی سے ضرور خطاب فرماتے۔ خطاب پند و نصائح کا ایک سمندر ہوتا اور بیان کرنے کا انداز انتہائی دلنشین۔ جب موسمی تعطیلات میں سکول دو ماہ کے لئے بند ہو جاتا تو آپ اعلان فرماتے کہ ان چھٹیوں میں جو طالبعلم قادیان سے باہر نہیں جاتے وہ روزانہ انگریزی میں ایک مضمون لکھیں میں دس سے گیارہ بجے تک سکول اپنے دفتر آ کر بیٹھوں گا اور بچے مجھ سے اصلاح لیں۔ اس طریق سے اکثر طلبہ مستفید ہوئے۔ شاہ صاحبؓ نے اپنے عہد میں بے شمار اصلاحات اور سکیمیں جاری فرمائیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ساتویں جماعت میں ہر طالبعلم کے ذمہ ایک رکوع تھا اور اس طرح ساری کلاس کو پورا ایک پارہ یاد کروایا گیا اور سارے سکول نے مل کر پورا قرآن پاک حفظ کیا ہوا تھا۔

(۳) سکول سے باہر محلہ کی عام زندگی بھی ایک تربیتی کیمپ تھا۔ روزانہ پانچوں نمازیں ہم باجماعت ادا کرتے، ظہر کی نماز بچے مسجد نور میں پڑھتے اور باقی نمازیں طلبہ اپنے اپنے محلہ کی مساجد میں پڑھتے۔ فجر سے پہلے پر سکون اور خاموش ماحول میں بچوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں صل علیٰ محمد صل علیٰ نبینا کے درود کا ورد کرتے ہوئے محلہ میں چکر لگاتیں۔ اور بچے باجماعت نماز مسجد میں ادا کرتے۔ نماز کے بعد اکثر حدیث شریف کا درس ہوتا۔ بعد نماز مغرب خدام الاحمدیہ اور اطفال کے اجلاس روزانہ ہوتے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر ایک دن ہم چند بچے گھر سے باہر میدان میں کھیلنے لگے۔ محلہ کی مجلس انصار اللہ کے زعیم صاحب تشریف لائے اور نصیحت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے عشاء کے بعد بچوں کو گھر سے باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ وقت مطالعہ میں صرف کرو اور جلدی سو جاؤ تاکہ صبح وقت پر بیدار ہو کر فجر کی نماز ادا کر سکو۔ جب خاکسار پانچویں جماعت کا طالبعلم تھا، ایک روز سودا سلف لانے بازار کی طرف ننگے پاؤں ہی چل دیا۔ محترم حافظ قدرت اللہ صاحب (سابق مبلغ ہالینڈ) آدھے رستہ پر مل گئے اور نصیحت فرمائی کہ احمدی بچوں اور دوسرے بچوں میں فرق ہوتا ہے۔ آپ فوراً گھر جائیں اور جوتا پہن کر بازار جائیں۔ ہر بزرگ یہ سمجھتا تھا کہ یہ سب ہمارے اپنے بچے ہیں اور اگر وہ کوئی دانستہ یا نادانستہ غلطی دیکھ پاتے تو فوراً اصلاح احوال کی طرف متوجہ ہوتے۔

(۴) حقیقی اسلامی معاشرہ تھا۔ محلہ میں کسی کے ہاں شادی ہوتی تو امیر و غریب کا کوئی سوال نہ تھا۔ سب آپس میں بھائی بھائی تھے۔ وہ شادی کی تقریب ایک گھرانہ کی تقریب کی بجائے پورے محلہ کی ذمہ داری سمجھی جاتی۔ ہم نے ۱۹۴۳ء میں محلہ دارالبرکات میں مکان خرید کیا۔ گھر میں ہم سب بچے تھے۔ والد صاحب کلکتہ میں کاروبار کرتے تھے۔ گھر کا سودا سلف لا کر دینے والا کوئی نہ تھا۔ ایک دن محلہ کے ایک بزرگ تشریف لائے اور بغیر کسی تحریک کے ازخود یہ پیشکش کی کہ آپ کے ہاں بڑا کوئی نہیں ہے، میں صبح سویرے اپنے گھر کا سودا لانے جاتا ہی ہوں، آپ کی نوازش ہو گی اگر آپ مجھے خدمت کا یہ موقعہ دیں کہ میں آپ کا بھی سامان لے آیا کروں۔ ہمارا گزشتہ ماحول چنیوٹ اور کلکتہ کا "تاجرانہ ماحول" تھا جس میں ہر بات اور عمل کا وزن پیسہ سے تولا جاتا تھا اس لئے ایسی منکسرانہ اور پر خلوص پیشکش کی ہمیں سمجھ ہی نہ آئی۔ کیونکہ ہمارا یقین تھا کہ اس دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا لیکن اس فرشتہ سیرت بزرگ نے بہت اصرار کیا (افسوس! کہ مجھے اب ان کا نام یاد نہیں) اور گرمی، سردی، برسات میں ریلوے ٹائم ٹیبل کے مطابق روزانہ فجر کی نماز کے بعد تشریف لاتے اور بہت ہی عمدہ، صاف ستھرا اور ارزاں قیمت پر سودا سلف لا کر دیتے رہے اور ۱۹۴۳ء سے لے کر ان کا یہ معمول قادیان کے انخلاء تک (وسط ۱۹۴۶ء) جاری رہا۔ یہ بزرگ محلہ کے اور بھی بہت سے گھرانوں کا سودا بلا کسی معاوضہ کے لا کر دیا کرتے تھے۔ میں یہ واقعہ اب تک اپنے صدہا دوستوں اور ملنے والوں کو سنا چکا ہوں لیکن سننے والوں کا چہرہ دیکھ کر مجھے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں میری اس بات پر یقین نہیں آیا۔ سچ ہے

ایشیا و یورپ و امریکہ و افریقہ سب
دیکھ ڈالے پر کہاں وہ رنگ ہائے قادیاں

(۵) اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کی کافی تعداد ہر محلہ میں تھی اور بے شمار برکات کی حامل۔ بچپن کی وجہ سے ہم ان کی صحبت سے تو کما حقہ مستفید نہ ہو سکے لیکن کم از کم انہیں دیکھنے کا فخر حاصل ہوا اور اب ان کی یاد بہت ستاتی ہے۔ ہمارے محلہ میں ایک بزرگ صحابی حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالویؓ (والد ماجد مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور و حافظ قدرت اللہ صاحب) قیام فرما تھے۔ ایک دن محلہ کی مسجد میں تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا اور ہم تینوں بھائی اول، دوم، سوم قرار پائے۔ موصوف نے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا اور جلسہ کے اختتام پر ہمارے والد صاحب سے فرمایا کہ میں بچوں کو انعام دینا چاہتا ہوں۔ میں نے کسی زمانہ میں خوشخطی کا فن سیکھا تھا۔ آپ کے بچے روزانہ فجر کے وقت تختیاں اور قلم دوات لے کر آ جایا کریں میں انہیں خوشخطی سکھلاؤں گا۔ اس طرح پر بہت ہی مفید کلاس جاری ہوئی اور بعد ازاں محلہ کے اور بھی بہت سے بچوں نے استفادہ کیا۔

(۶) ایک سال متحدہ پنجاب کی ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کی سالانہ کانفرنس کا انعقاد قادیان میں ہوا۔ ایسوسی ایشن کے صدر لاہور کے کسی آریہ سماج سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ بہت ہی سحر البیان مقرر اور زندہ دل۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام اس وقت بورڈنگ تحریک جدید کی عمارت کے قریب کیا گیا تھا۔ (مسجد نور سے متصل)۔ خاکسار اور چند دوسرے طلبہ کے ذمہ ان کی خدمت کا فریضہ تھا۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کے بعد انہوں نے ایک چھوٹے سے بچے سے سوال کیا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ بچہ کا نام اس وقت ذہن سے اتر گیا ہے۔ بہت ہی خوبصورت اور معصوم چہرہ تھا۔ اس نے فی الفور جواب دیا کہ "ہر احمدی اسلام کا ایک بہادر سپاہی ہے، اس راہ میں میری زندگی قربان ہو گی"۔ بچے کا یہ فی البدیہہ جواب سن کر ہیڈ ماسٹر صاحب کی جو حالت ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ وہ سکتہ میں آ گئے۔ بعد ازاں ان کی کئی تقاریر مختلف مجالس میں ہوئیں اور انہوں نے بڑے تعریفی انداز میں بیان کیا کہ احمدی بچوں کے اندر یہ جذبہ بہت ہی قابل قدر ہے اور جس قوم کے چھوٹے بچوں کی اس قدر اونچی اڑان ہو وہ یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔

(۷) مذکورہ واقعات تو صرف چند مثالیں ہیں۔ قادیان دارالامان میں زندگی کے جو ایام گزرے ان میں سے ہر یوم ایک مستقل باب ہے۔ میرے جن بزرگوں اور بھائیوں اور عزیزوں کو یہ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

خاں صاحب قاضی محمد اکرم صاحب

محترم قاضی محمد اکرم صاحب آف ڈیرہ دون ۱۸۷۷ء میں محترم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے- آپ کے والد نے پہلے قبول احمدیت کی توفیق پائی اور پھر آپکو اپنے والد محترم قاضی غلام رسول صاحب کے ہمراہ قادیان بھیجا جہاں دونوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی- آپ کا مختصر ذکر خیر محترم ڈاکٹر منور احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۵/اپریل میں شامل اشاعت ہے-

محترم قاضی محمد اکرم صاحب یوپی کے محکمہ پولیس میں ملازم ہوئے اور اپنی قابلیت اور بہادری کے اعلیٰ جوہر دکھائے چنانچہ ۱۹۲۲ء میں آپکی اعلیٰ کارکردگی پر آپ کو سرکل انسپکٹر پولیس بناکر ڈیرہ دون میں تعینات کر دیا گیا جو انتظامی لحاظ سے مشکل علاقہ تھا- یہاں آپ نے دس سال کام کیا اور ۱۹۳۱ء میں حکومت ہند نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں "خاں صاحب" کا خطاب عطا کیا- جب آپ لکھنؤ (یو-پی) میں ملازم تھے تو اپریل ۱۹۱۲ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی قیادت میں حضرت خلیفہ اولؓ نے ایک تعلیمی وفد یو-پی کے مختلف شہروں میں بھجوایا- حضرت مرزا صاحب نے ایک جمعہ مکرم قاضی محمد اکرم صاحب کے مکان پر بھی پڑھایا- اس موقعہ پر قاضی صاحب نے وفد کی دعوت بھی کی جس کا اہتمام آپ کی بیگم نے کیا تھا- ۱۹۳۱ء میں جب محترم قاضی صاحب ڈیرہ دون میں تعینات تھے جو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی ایک حرم کے ہمراہ ڈیرہ دون اور منصوری کا دورہ کیا اور اس دوران کئی لیکچر بھی دیئے- محترم قاضی صاحب نے نہ صرف حضورؓ کے اہل خانہ اور ساتھیوں کی آرام دہ رہائش کا انتظام کیا بلکہ تبلیغی پروگرام کو کامیاب بنانے میں خاص کردار ادا کیا-...... ۱۳/جون ۱۹۳۳ء کو محترم قاضی محمد اکرم صاحب نے وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے-

-......☆......☆......☆......-

اطاعت کے قرینے

ماہنامہ "خالد" اپریل ۹۷ء میں مکرم پروفیسر پرویز پروازی صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں متعدد بزرگوں کی مثالیں پیش کی گئی ہیں جنہیں جب ان کے امام کا حکم ملا تو کوئی لحہ ضائع کئے بغیر تعمیل میں مصروف ہو گئے اور دوسرے تمام ضروری کام حکمِ امام کے بعد ثانوی حیثیت اختیار کر گئے- چنانچہ اپنے والد محترم حضرت مولوی احمد خان نسیم صاحب کا ذکر کرتے ہوئے مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ کئی بار حضرت صاحب کی طرف سے حکم موصول ہوا تو دفتر سے ہی تعمیل کے لئے روانہ ہو گئے- حالانکہ شوگر کے مریض تھے اور وقت پر کھانا کھانا ضروری تھا- ایک تھیلا ان کے پاس ہوتا جس میں گلوکوز کا ڈبہ، دوائیں اور اچار موجود رہتا- راستہ میں کسی تنور سے روٹی حاصل کرتے اور اچار سے کھا لیتے- کئی بار ایسا ہوا کہ ربوہ سے نکلے اور لالیاں کے قریب تنور سے روٹی لے کر کھانے لگے- کسی نے پوچھ ہی لیا کہ اگر اتنی بھوک لگ رہی تھی تو گھر سے ہی کھا کر چلتے- جواب ملا ایسی صورت میں بھوک تو مٹ جاتی لیکن امام کی فوری اطاعت کا تقاضہ پورا نہ ہوتا'- ان بزرگوں نے یہ قرینے اپنے بزرگوں سے سیکھے تھے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے متعدد واقعات ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم ملتے ہی دیوانہ وار خدمت میں حاضر ہو گئے اور موسم اور وقت کی کوئی سختی آپؓ کی راہ میں حائل نہ ہو سکی-

حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ اپنی کتاب 'تحدیث نعمت' میں لکھتے ہیں "ہمارا کام امام کی اطاعت ہے اور غیر مشروط اور مکمل اطاعت ہے"- چنانچہ آپؓ کا اپنا اسوہ بھی یہی تھا- ایک بار آپؓ کو حضورؓ کی طرف سے پیغام ملا کہ احمدیہ ہاسٹل کے سارے طلباء کے ساتھ فوراً قادیان پہنچیں-...... فوراً روانہ ہو گئے- بٹالہ پہنچے تو رات کا وقت تھا- دوستوں نے کہا کہ سحری تک انتظار کر لیں لیکن آپؓ نے فرمایا "حکم یہ ہے کہ فوراً قادیان پہنچیں، اس میں تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں"- چنانچہ پاپیادہ روانہ ہوئے اور قادیان پہنچ کر رپورٹ کی-

-......☆......☆......☆......-

آب دوز

۱۵۷۸ء میں ایک انگریز ریاضی دان ولیم بورن نے خیال ظاہر کیا کہ اگر ایک کشتی کو چمڑے کے خول میں لپیٹ دیا جائے تو اسے پانی کے نیچے بھی چلایا جا سکتا ہے- اسکے اس خیال کو ۱۶۲۰ء میں ہالینڈ کے ڈربل نے حقیقت کا روپ دیا اور ایسی کشتی تیار کی جو پانی کی سطح سے ۱۵ فٹ نیچے جا سکتی تھی- البتہ پہلی کامیاب آبدوز امریکہ کے ایک طالبعلم بشنل نے ایجاد کی جس کا نام 'ٹرٹل' تھا، اس میں ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا اور اس میں تارپیڈو بھی لگا ہوا تھا- امریکی بحریہ کے لیفٹیننٹ اذرابی نے اس آبدوز کا تارپیڈو برطانوی بحری جہاز ایگل پر داغا- جہاز تو تباہ نہ ہو سکا لیکن آبدوز جنگ کا آغاز ہو گیا-

۱۸۰۰ء میں بھاپ سے چلنے والی ۲۱ فٹ لمبی آبدوز رابرٹ نے تیار کی اور ۱۸۹۴ء میں امریکی انجینئروں لیک اور ہالینڈ نے ۵۳ فٹ لمبی پیٹرول سے چلنے والی آبدوز تیار کی جس کی رفتار ۷ میل فی گھنٹہ تھی- ۱۹۴۵ء میں ہائیڈروجن پر آکسائیڈ سے چلنے والی آبدوز بنی اور ۱۹۵۵ء میں امریکہ نے پہلی ایٹمی آبدوز تیار کی- ۱۹۶۰ء میں امریکہ کی ہی ۴۴۷ فٹ لمبی ایٹمی آبدوز نے پانی کی سطح پر ابھرے بغیر دنیا کے گرد چکر لگایا- جدید آبدوز ایک ہزار فٹ نیچے تک جا سکتی ہے- آبدوز کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون ماہنامہ "خالد" اپریل ۹۷ء میں شاملِ اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

قبولیت دعا کا اعجاز

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے قادیان میں ایک مکان بنوایا جس کے لئے قرضہ ایک احمدی دوست مکرم صاحب خان صاحب نون سے حاصل کیا- جب حضرت مولوی صاحبؓ نے قرضہ کی رقم کی واپسی کا طریق پوچھا کہ یکمشت ادا کی جائے یا قسط وار تو مکرم خان صاحب نے کہا کہ میں نے یہ رقم قرضہ کے طور پر دی ہی نہیں اس لئے واپس نہیں لینی، بس آپ میرے لئے دعا کریں- حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر کوئی خاص حاجت بتائیں جس کے لئے دعا کروں- ملک صاحب نے عرض کیا کہ مجھے افسر مال بنے ہوئے بہت دیر ہو گئی ہے اور ڈپٹی کمشنر بننے کا چانس ہے لیکن ایسا ہو نہیں رہا- دوسرے میرے رشتہ دار چاہتے ہیں کہ مجھے کوئی خطاب بھی ملے اور تیسرے میرے اولاد نرینہ نہیں ہے اس کے لئے بھی دعا کریں- چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ نے ان مقاصد کے لئے دعا کی اور آپؓ کو بتایا گیا کہ ملک صاحب ڈپٹی کمشنر بن جائیں گے اور ان کی پوسٹنگ شہر گوجرانوالہ میں ہو گی، ان کو خطاب بھی ملے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو بیٹا عطا فرمائے گا جس کا نام احمد خان ہو گا- چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مکرم خان صاحب گوجرانوالہ میں ڈپٹی کمشنر بنائے گئے اور آپکی تقرری کے دوران شہر کے ہندوؤں اور سکھوں میں کشیدگی پیدا ہوئی تو آپ اور بعض دیگر حکومت کے افسران کی کوششوں سے فساد کا خطرہ ٹل گیا جس کے نتیجہ میں آپ کو حکومت کی طرف سے خان صاحب کا خطاب ملا- پھر آپ گوجرانوالہ سے بطور ڈپٹی کمشنر ریٹائرڈ ہو کر سرگودھا میں آ بسے جہاں ۴۹ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد نرینہ سے نوازا- آپ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نام رکھنے کی درخواست کی جس پر حضورؓ نے فرمایا "احمد خان رکھ لو"-

قبولیتِ دعا کا یہ واقعہ محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے روزنامہ "الفضل" ۲۸/اپریل میں اس حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ آپ کو بچپن میں محترم ملک صاحب خان صاحب نون سے ملنے کا موقع بھی ملا اور بعد ازاں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ سے براہِ راست یہ واقعہ سننے کی سعادت نصیب ہوئی-

-......☆......☆......☆......-

ایک ایمان افروز واقعہ

ہفت روزہ "بدر" ۱۰/اپریل میں مکرم سفیر احمد صاحب مربی سلسلہ علاقہ ملکانہ کا مرسلہ ایک ایمان افروز واقعہ شائع ہوا ہے کہ ضلع ایٹہ کے ایک گاؤں جرسی میں جہاں احمدی معلم وقفِ جدید مکرم قاری محمد تاج صاحب متعین ہیں، دو مولوی فساد کی غرض سے احمدیہ مسجد میں داخل ہوئے اور پھر دو روز بعد مولویوں کی بھری ہوئی ایک جیپ آئی اور گفتگو کے بہانے گند اچھالنا شروع کیا- اس پر وہاں موجود ہندوؤں نے مداخلت کی اور کہا کہ اگر تم عزت سے بات کرنا چاہتے ہو تو بیٹھو ورنہ ہم اپنے گاؤں میں فساد نہیں ہونے دیں گے- مولویوں نے اپنے مقصد میں ناکامی کے بعد تھانہ میں FIR درج کروادی- پولیس نے تحقیق کی تو احمدیوں کو بے قصور قرار دیا-

دراصل یہ مولوی گاؤں کے ایک شخص بندو ناجی کے کہنے پر یہاں آئے تھے- چنانچہ مولویوں کی آمد کے اگلے ہی روز یہ شخص خدا تعالیٰ کی گرفت کے نیچے آگیا اور اس کا لڑکا موٹر سائیکل کے حادثہ میں شدید زخمی ہوا اور اس کے دانت ٹوٹ گئے- اور یہ واقعہ علاقہ کے افراد کے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا-

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول شدہ دیگر رسائل میں ماہنامہ "الہدیٰ" آسٹریلیا مارچ ۹۷ء، ماہنامہ "نوائے ظفر" نیویارک اپریل ۹۷ء اور ہفت روزہ "بدر" کے بعض پرچے شامل ہیں-

-......☆......☆......☆......-

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

موبائل ٹیلی فونوں کا استعمال خطرناک بھی ہو سکتا ہے

موبائل یا بے تار (Cordless) ٹیلی فونوں میں مائیکروویو (Microwave) برقی مقناطیسی شعائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور یہی لہریں راڈار اور مائیکروویو چولہوں میں بھی استعمال ہوتی ہیں جو گوشت تک کو گلا دیتی ہیں۔ ابھی تک یہ حتمی طور پر تو ثابت نہیں ہو سکا کہ موبائل فونوں کا استعمال مضر ہے لیکن ایسے واقعات اکا دکا ہوتے رہتے ہیں جن سے یہ شک گزرتا ہے کہ کہیں بیماری کا یہی سبب نہ ہو۔ اس طرح کا ایک واقعہ "نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن" میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ ایک ۳۶ سالہ عورت موبائل فون پر اس طرح بات کر رہی تھی کہ اس نے ہینڈ سیٹ کو اپنے سر اور کندھے کے درمیان رکھا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ کپڑے بھی استری کر رہی تھی وہ اس طرح ۳۲ منٹ تک بات چیت کرتی رہی اور پھر وہ گو بے ہوش ہونے سے تو بچ گئی لیکن اس کی گردن میں ایسی سخت درد شروع ہوئی جو ۲۰ گھنٹے تک قائم رہی۔ اس کا خون گاڑھا ہو گیا اور تین ماہ تک اسے خون کو پتلا کرنے والی دوائیں کھانا پڑیں۔

اس طرح کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کارڈلیس فون (بے تار) لمبا عرصہ کان سے لگائے رکھنے سے احتراز ہی کرنا چاہئے۔ سنا ہے اب ایسے فونوں کے بنانے والے ان کو ایسے ایریئل لگائیں گے جو سر سے دور رہیں تا گرمی پہنچانے والی لہریں سر میں داخل نہ ہوں۔

☆☆☆☆☆

سگرٹ نوش ماؤں کے بچوں کے اعضاء میں نقائص پیدا ہو سکتے ہیں

رسالہ دی لانسٹ (The Lancet) کی ایک رپورٹ کے مطابق ایسی عورتیں جو سگرٹ نوشی کرتی ہیں ان کے نوزائیدہ بچوں کے اعضاء میں نقائص پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ ان نقائص کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جن میں ایک حمل کے دوران ماؤں کی سگرٹ نوشی بھی ہے۔

سویڈن کی لنڈ یونیورسٹی (Lund University) کی یہ تحقیق ۱۹۸۳ء اور ۱۹۹۳ء کے درمیان پیدا ہونے والے دس لاکھ بچوں کے جائزہ پر مبنی ہے۔ اس سے پہلے حاملہ جانوروں پر سگرٹ کے دھوئیں کے اثرات کا جائزہ لیا گیا تھا اور اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا تھا۔

☆☆☆☆☆

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 1NG

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

20/6/97 - 26/6/97

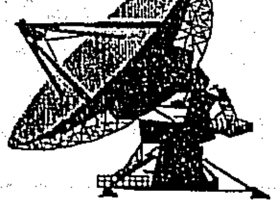

HIGHLIGHTS

Programmes With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class	Everyday
Homoeopathy Class	Monday & Thursday
Quran Class	Tuesday & Wednesday
Homoeopathy Class Review (After Quran Class)	Wednesday
Children's Mulaqat	Saturday
Mulaqat With Urdu Speaking Friends	Friday
Question & Answer Session	Saturday
Question & Answer Session (New)	Sunday
Mulaqat With English Speaking Friends	Sunday

Programmes in Different Languages

German & Bengali	Everyday	French /Swahili	Wednesday
Albanian	Sunday	Russian / Bosnian	Thursday
Indonesian	Monday	Sindhi	Thursday
Turkish	Monday	Norwegian	Tuesday

Regular Features

MTA Sports	Monday	Medical Matters	Tuesday
Al Maidah	Wednesday	Bazm-e-Mosh.ira	Thursday
Quiz Program	Thursday	Computers For Everyone	Friday

14 SAFAR
Friday 20th June 97

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Quiz Nusrat Jehan Academy (Final) (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 29 (19.5.94) (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira Organized By : B. A. Rafiq Sahib , Belmont Hall , London (Part 1) (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 13
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque , London
14.00	Bengali Programme
15.00	Hadhrat Khalifatul Masih IV With German Friends , Hamburg 17.5.97 (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	Live Inaugural Address By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Jalsa Salana 1997, U.S.A.
21.00	Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
22.45	Hadhrat Khalifatul Masih IV With German Friends , Hamburg 17.5.97 (Part 1) (R)

15 SAFAR
Saturday 21st June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	M.T.A. U.S.A. Production : Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sahib (No. 6)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone-Part 13(R)
05.00	Hadhrat Khalifatul Masih IV With German Friends , Hamburg 17.5.97 (Part 1) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Inaugural Address By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Jalsa Salana 1997, U.S.A.
08.30	Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Class
11.00	Speech : "Religion , Philosophy & Science According To Quranic Teachings " By: Saud Ahmed Khan
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Fazl Mosque , London (28.8.87) (Part 2)
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Class - 21.6.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Program -Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Programme Waqfeen-e-Nau
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Live Address To Lajna Imaillah, U.S.A. By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Jalsa Salana (U.S.A.),1997
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

16 SAFAR
Sunday 22nd June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner : Programme Waqfeen-e-Nau
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	M.T.A. U.S.A. Production : "Bait-ur-Rehman , Mosque , Washington "
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Class -21.6.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Programme Waqfeen-e-Nau
07.00	Live Address To Lajna Imaillah, U.S.A. By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Jalsa Salana (U.S.A.),1997 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe : Stone Festival , Gothenburg International Science Festival , Sweden (R)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Hamburg , Germany, (15.5.97)
14.00	Bengali Programme
14.30	Continuation of Q/A Session With Hadhrat Khalifatul Masih IV, Hamburg , Germany , (15.5.97)
16.00	Concluding Address By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Jalsa Salana (U.S.A.) , 1997
18.30	*Announcements and Detail of Programmes*
18.35	Tilawat, Hadith, News
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi : Rabwah Vs Sargodha
21.30	Dars-ul-Quran (No. 5) (1996) - By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London
23.30	Learning Chinese

17 SAFAR
Monday 23rd June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 3) (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : Stone Festival, Gothenburg International Science Festival , Sweden (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	How I Became An Ahmadi
00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Workshop (No. 3) (R)
07.00	Concluding Address By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Jalsa Salana (U.S.A.) , 1997 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	M.T.A. Sports - Ring (Final)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

18 SAFAR
Tuesday 24th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	M.T.A. Sports - Ring (Final)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters : Diabetes - Dr. Lateef Qureshi
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives- Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London, U.K. (20.4.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Hadhrat Khalifatul Masih IV With German Friends , Hamburg 17.5.97 (Part 2)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Hadhrat Khalifatul Masih IV With German Friends , Hamburg 17.5.97 (Part 2)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

19 SAFAR
Wednesday 25th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : Diabetes - Dr. Lateef Qureshi (R).
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Hadhrat Khalifatul Masih IV With German Friends , Hamburg 17.5.97 (Part 2)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Speech : "Life History of Hadhrat Khalid Bin Waleed " By : Fareed Ahmed Naveed
08.00	Around The Globe-Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Hadhrat Burhan-ud-Din Jehlumy Sahib (R.A.)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Bengali Programme
14.45	Q/A Session With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Germans , Hanover (18.5.97) (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - Qeema Khichri
21.45	Q/A Session With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Germans , Hanover 18.5.97 (Part 1) (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

20 SAFAR
Thursday 26th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon: Conversation - An Interview with Sister Saira Absar
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Q/A Session With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Germans , Hanover (18.5.97) (Part 1)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV; (R)
07.00	Sindhi Programme -Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (22.9.95)
08.00	Quiz Programme : History Of Ahmadiyyat (Part 1)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Al Maidah -Qeema Khichri (R)
11.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 30 (8.6.94) (Part 1)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Prog: Q/A Session With Guests From Russia & Kazakhistan Session 1 (18.5.94) (Part 2)
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira Organized By B.A. Rafiq Sahib , at Belmont Hall, London (Part 2)
22.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. +44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, June 20, 1997 No. 25

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام

محمود ہال۔ مسجد فضل لندن میں

مجلس سوال و جواب

مورخہ یکم جون ۹۷ء بروز اتوار شام ساڑھے چار بجے محمود ہال لندن میں مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام انگریزی دان احباب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی صدارت میں مکرم مولانا غلام احمد صاحب خادم کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا مختصر طور پر تعارف پیش کیا۔ اسی طرح مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل ایمان کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو اس مرکزی نقطہ کی طرف دعوت دی۔ سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس سوال و جواب کے لئے رونق افروز ہوئے۔ سب سے پہلا یہ سوال پیش ہوا کہ موجودہ Genetic تجربات آئندہ صدیوں میں انسانی مخلوق پر کس حد تک اثرانداز ہوں گے۔ حضور نے قرآن کریم کی روشنی میں بالوضاحت بیان فرمایا کہ قرآن کہیں بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کے تجربات کو رد نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے رہنمائی فرماتا ہے جہاں تک Genetic Technology کا تعلق ہے قرآن مجید صرف اور صرف اس بات کو سختی سے رد کرتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلیاں کرنے لگے اس کے لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسے انسانوں کو ضرور سزا دے گا۔

ایک انگریز خاتون نے سوال کیا کہ اسلام میں ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں کیا تعلیم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اسلام میں ہمسائیگی کے بارے میں بہت وسیع تصور ہے۔ قرآن کریم کی رو سے وہ ہمسائے جو وارث بھی ہوں، انہیں فوقیت حاصل ہے۔ علاقہ کے لوگ بھی ہمسائیگی کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان کے دکھ، تکلیف، بھوک، تنگی اور ترشی میں ان کی دیکھ بھال کرنا معاشرے کا مشترکہ فرض ہے۔ آنحضور ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ ہمسائیگی کے حقوق کے بارے میں روح القدس نے اس قدر کثرت سے تاکید فرمائی کہ لگتا تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ ہمسایہ کو وراثت میں حصہ دار کے حقوق تک کے لئے ہدایت فرمانے والا ہے۔

اسلام اور عیسائیت کے مابین اتحاد اور ہم آہنگی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ جب تک 'ہم آہنگی' اپنے اندر نہ ہو، یہ سوال اٹھانا محض زبانی جمع تفریق ہے۔ پہلے اپنے اندر ہم آہنگی کا مادہ پیدا کریں۔ اگر آپ کے اپنے خیالات میں اختلاف ہو، عمل میں اختلاف ہو، تصورات مختلف ہوں اور ان میں کہیں بھی کوئی مطابقت نہ ہو، تو دنیا کو کیسے بدلا جاسکتا ہے۔ انسان جب خود اچھا ہو، نیک نیت ہو اور بغیر مذہب کے حوالے کے اپنے اندر ہم آہنگ ہو ایسا شخص ہی انسانیت کے لئے مفید وجود بن سکتا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے تمام نیک لوگ اس قسم کی ہم آہنگی کا طریق رکھتے ہیں۔

ایک اور سوال یہ ہوا کہ کیا مذاہب کی تفریق دنیا میں بدامنی کا موجب ہے؟ اس کے جواب میں حضور انور نے سوال کرنے والے کو توجہ دلائی کہ پہلے وہ یہ تو سوچیں کہ مختلف مذاہب کے پیروکار کس حد تک اپنے مذہبی پیشوا کے اصولوں پر کاربند ہیں۔ اگر انسان اپنے پیشواؤں کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں تو دنیا کا امن برباد ہو ہی نہیں سکتا۔

معاشرتی برائیوں اور خاندان کے بکھرنے کے بارے میں بھی ایک سوال ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ جنسی بے راہروی اور آزادی کی فضاء مل کر بداثرات کا موجب ہے اس لئے بدی کو شروع سے روکنا چاہئے۔ مثلاً ایک بچہ جو قانون کی رو سے بالغ نہیں سمجھا جاتا مگر ایسی عمر کو پہنچ چکا ہے جس میں وہ برائی کا مرتکب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ جرم کرتا ہے۔ تو قانون اس کے لئے اگر یہ کہہ کر آنکھیں بند کرلے کہ معصوم ہے۔ یہ تصور ہی غلط ہے۔ معصومیت اور جرم ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ اگر یہاں سزا نہ دی جائے تو سوسائٹی کو جرائم سے نہیں روکا جاسکتا۔

پھر سوال ہوا کہ مسلمانوں میں یہ عام تاثر ہے کہ ملاّ نے انہیں بہکا رکھا ہے۔ اس کے لئے وہ اسے برا بھلا بھی کہتے رہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایسے سادہ لوح مسلمان جو مولویوں کو اس طرح کوستے رہتے ہیں مگر جب وہ نیک بات کے لئے انہیں کہتے ہیں کہ جھوٹ، چوری، قتل کے خلاف جنگ کرو تو وہ ان کی ایک نہیں سنتے۔ لیکن اگر وہی ملاّ انہیں کسی مذہب اور عقیدہ رکھنے والوں کے خلاف اکسائے کہ یہاں انصاف کے سارے تقاضے توڑ پھوڑ دو، انسانی حقوق کو پامال کردو، تو پورے کا پورا شہر جلوس بن کر نکل کھڑا ہوگا اور سارا گاؤں، سارا محلّہ جلا کر راکھ کردے گا، معصوم عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر ظلم کرنے کے لئے بے دریغ ٹوٹ پڑے گا۔ پس ملاّ کی غلط باتوں پر چل نکلنے والے مسلمان اپنے جرم سے کیسے مبرا رہ سکتے ہیں، وہ خود اس فساد کے حصہ دار ہیں۔

احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں فرق کے سوال کے جواب میں حضور نے تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے تمام بنیادی ارکان کو ماننا پاکستان میں احمدیوں کے لئے غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں عدالتوں کے ججز کا فیصلہ ہے کہ احمدی جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کرے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا قائل ہو، اس احمدی کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بھی 'نتھو خیرا' چاہے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے البتہ احمدی کو جس کا جی چاہے گلیوں میں قتل کردے اس پر کوئی فرد جرم عائد نہیں ہوگی۔ یہ محض ملاّ کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ پاکستان کی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججز کا فیصلہ ہے۔

دو گھنٹہ سے زائد اس مجلس کے آخر میں ایک شیعہ عرب دوست کی طرف سے احمدیوں کے خلاف ملاّؤں کے شرانگیز پراپیگنڈہ اور عقائد کے ذکر میں حضور انور نے فرمایا کہ مہدویت اور امامت خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے جس کے بارے میں مسلم امہ متفقہ طور پر قائل ہے اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضور نے تفصیل سے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔

اس تقریب کے آخر میں کچھ دوستوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کر کے امت مسلمہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان میں برکت اور استقامت عطا فرمائے۔

(رپورٹ: بشیر الدین احمد سامی
نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برطانیہ)

THE TRUE STORY OF JESUS

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست نگرانی اور رہنمائی میں قائم چلڈرن بک کمیٹی کی طرف سے ایک تازہ کتاب

THE TRUE STORY OF JESUS

انگریزی زبان میں حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے حالات و واقعات آسان اور دلنشیں پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اگرچہ بچوں اور نو مسلموں کو پیش نظر رکھ کر تیار کی گئی ہے لیکن بڑوں کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔ آپ یہ کتاب حاصل کرنے کے لئے اپنے ملک کے مرکزی مشن سے رابطہ کریں۔

☆☆☆☆☆

چلڈرن بک کمیٹی آج کل بچوں کے لئے انگریزی نظموں کا مجموعہ تیار کر رہی ہے جو احمدی احباب و خواتین انگریزی میں نظمیں کہنے کا شوق رکھتے ہیں اور انہوں نے بچوں کے لئے انگریزی زبان میں نظمیں لکھی ہیں وہ اپنی نظمیں چیئرمین بک کمیٹی کو درج ذیل پتہ پر بھجوائیں۔ چونکہ یہ مجموعہ خاص طور پر بچوں کے لئے ہے اس لئے ایسی نظمیں بھجوائیں جو RHYME کرتی ہوں۔

چیئرمین بک کمیٹی

16, Gressenhall Road. London. SW18 5QL. U.K.

واقفین نو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے چند ہدایات

تحریک وقف نو کا اعلان فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے خطبات میں واقفین نو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو مختلف ہدایات جاری فرمائیں ان کا خلاصہ ذیل میں پیش ہے۔ والدین سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہوں اور اپنے اندر سچائی اور پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ دیکھتے رہیں کہ بچوں میں مندرجہ ذیل اخلاق نمو پا رہے ہیں اور مذکورہ عادات راسخ ہو رہی ہیں۔

نائب وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ پاکستان

☆خدا تعالیٰ سے محبت
☆قرآنی تعلیمات سے محبت
☆نماز سے محبت
☆قرآن کریم کی روزانہ تلاوت
☆دین کی غیرت اور محبت
☆خلافت سے محبت
☆نظام جماعت کی اطاعت
☆جماعتی عہدیداروں کا احترام
☆سچ سے محبت
☆جھوٹ سے نفرت
☆غصہ کو ضبط کرنے کی عادت
☆سخت جانی کی عادت
☆تقویٰ، قناعت، غنا اور وفا
☆امانت اور دیانت کا جذبہ
☆بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت
☆علم حاصل کرنے کا جذبہ
☆اچھے رسائل اور کتب کے مطالعہ کی عادت
☆اردو اور عربی زبان سیکھنے کا ذوق
☆ذیلی تنظیموں اطفال الاحمدیہ، ناصرات اور خدام الاحمدیہ سے تعلق
☆ڈائری لکھنا وغیرہ

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاّؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔